غریب لاش
اشتیاق احمد

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے



محمود، فاروق، فرزانہ اور

انسپکٹر جمشید سیریز......ناول نمبر 686

# غریب لاش

اشتیاق احمد

نئی نسل کے لئے

## نیا ادب.......

حیرت، تجسس اور سراغرسانی کے انوکھے رنگ!



اس ناول کے نام' واقعات اور کردار سب فرضی ہیں۔
کسی قسم کی مماثلت کے لئے ادارہ یا مصنف ذمہ دار نہ ہوں گے

نام ناول........ غریب لاش
ناشر........اشتیاق احمد
تزئین........محمد سعید نامدار
سرکولیشن........محمد یار میجر
کمپوزر........اے۔ آر۔ فاروقی
قیمت........[illegible] روپے

گنج شکر پرنٹرز سے چھپوا کر انداز بک ڈپو لاہور سے شائع کیا۔

انداز بک ڈپو
9/12 نصیر آباد۔ سانده کلاں۔ لاہور
فون 7112969-7246356

اسٹاکسٹ: محبوب بک ڈپو۔ اردو بازار لاہور





## حدیث نبوی ﷺ

ابو سعیدؓ حذری سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا، آپ بتلائیں کہ قیامت کے دن اس قیام کی کون طاقت رکھ سکے گا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جس دن لوگ رب العالمین کے لیے کھڑے ہوں گے۔ فرمایا، مومن پر قیام ہلکا کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ اس کو فرض نماز کی مانند معلوم ہوگا۔

انہی (ابو سعیدؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس دن کے متعلق دریافت کیا گیا، جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ اس کی درازی کیا ہے۔ فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، مومن پر ہلکا کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس پر فرض نماز سے بھی آسان ہوگی۔ جس وہ دنیا میں پڑھتا رہا ہے۔

روایت کیاان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے کتاب البعث و المنشور میں

# دو باتیں

السلام علیکم! آپ اس ماہ کے چار ناولوں کے ساتھ گرمیوں کی چھٹیاں اڑا رہے ہیں... گویا ڈبل ڈبل لطف اٹھا رہے ہیں.. شاید اسی کو کہتے ہیں انگلیاں گھی میں سر کڑاہی میں.. شاید یہ محاورہ اب بہت پرانا ہو گیا ہے... بہت کم سننے میں آتا ہے۔ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں... یہ محاورے ہم سے روٹھتے چلے جا رہے ہیں، حالانکہ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں... زمانے کی گزرتے انہیں پرانا بنا دیا... کچھ الفاظ اس حد تک پرانے ہو گئے کہ اب کوئی انہیں اردو میں استعمال نہیں کرتا... دیکھا جائے تو پرانی اردو اور تھی نئی اردو اور... پرانے لکھنے والے والوں کے افسانے، مضامین، کہانیاں اگر ہم پڑھیں تو ان تحریروں میں اور تو شاید سب کچھ ملے... ٹمپو نہیں ملتا.. سسپنس نہیں ملتا، سنسنی خیزی نہیں ملتی... اسی طرح پرانے محاورے نہیں ملتے... گویا جس طرح نئے زمانے نے پرانے انداز کو خیر باد کہہ دیا.، اسی طرح پرانے محاورے بھی اب ہم سے جدا ہوتے جا رہے ہیں... ضرب الامثال ہمارا ساتھ چھوڑ رہی ہیں... اب ہم تیزی کی لپیٹ میں ایسی بہت سی چیزوں کو چھوڑ رہے ہیں... آج یہ حال ہے تو آیندہ دس تیس سال بعد بے چاری اردو کا کیا حال ہو گا... شاید اس زمانے میں لنگڑی لولی اردو ہمیں پڑھنے کو ملا کرے گی... لہٰذا اس زمانے کو غنیمت جانیے اور ان ناولوں کو سونا پہ سہاگہ خیال کیجیے... اسی میں آپ کا بھلا ہے...

شاید یہ دو باتیں میری تمام اوٹ پٹانگ دو باتوں میں پہلا نمبر حاصل کر لیں...

اس امید کے ساتھ خدا حافظ کہتا ہوں۔

اشتیاق احمد





# ہوائیاں

ایک عورت امانت روڈ کے پولیس اسٹیشن میں داخل ہوئی.. اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں... اس نے ادھر دیکھا، ادھر دیکھا، دروازے پر کھڑے کانسٹیبل نے برا سا منہ بنایا اور بولا:

"کیا بات ہے مائی۔"

"تھانے دار صاحب اندر ہیں؟"

"ہاں ہیں... کیا کام ہے۔"

"میرا شوہر پانچ روز سے غائب ہے... رپورٹ درج کرانے آئی ہوں۔"

"رپورٹ درج کرانے پر بھی کچھ خرچ ہوتا ہے... پیسے ویسے ہیں پاس۔"

"ہاں! وہ تو ہیں... اور یہ بات تو اب پورا ملک جانتا ہے۔" عورت نے برا سا منہ بنایا۔

"کون سی بات۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"یہ کہ رپورٹ لکھوانے کے لئے بھی جیب میں پیسے ہونے چاہئیں۔"

"عقل مند ہو... سیدھی اندر چلی جاؤ..."

"شکریہ! تھانے میں کوئی الٹا سیدھا جاتا ہے... یہاں آنے کے بعد تو سبھی سیدھے اندر چلے جاتے ہیں۔" عورت بولی۔

کانسٹیبل نے چونک کر عورت کی طرف دیکھا۔

"زیادہ باتیں نہیں... جس کام سے آئی ہو... کرو اور چلتی پھرتی نظر آؤ... ورنہ ہم خود چلتا پھرتا کر دیں گے اور شوہر کے ساتھ تم بھی غائب ہو جاؤ گی۔"

"ایک عورت سے اس طرح باتیں کرتے ہیں۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ تھانہ ہے... کوئی سکول نہیں... چلو جاؤ۔" وہ جل گیا۔

عورت برے برے منہ بناتی اندر چلی گئی... سامنے ایک کمرے میں بھاری بھرکم آدمی وردی میں کرسی پر بیٹھا تھا... دروازے پر ایک کانسٹیبل باادب کھڑا تھا۔ وہ اس سے بولا:

"اے مائی... کہاں منہ ئے چلی آرہی ہو۔"

"تھانے میں۔" عورت بولی۔

اندر بیٹھا تھانے دار ہنس پڑا...

"کیوں کالے خان... کیسا جواب ملا۔"

"کوئی بات نہیں سر... میں اسے دیکھ لوں گا۔"

"دیکھ تو آپ رہے ہیں۔" عورت پٹ سے بولی۔

"کام کیا ہے..."



"میرا شوہر پانچ روز سے گم ہے... اس کی رپورٹ لکھوانے آئی ہوں۔"

"رپورٹ لکھوانے کی فیس پہلے ادا کر دو... پھر اندر جاؤ"

"ضرور... کیوں نہیں... یہ لیں پانچ سو روپے۔"

"ہاں! اب ہوئی نا بات... اب اندر جاؤ۔"

وہ پانچ سو کا نوٹ کانسٹیبل کو دے کر اندر داخل ہوئی... وہ ادھیڑ عمر کی عورت تھی... لباس صاف ستھرا تھا... شکل و صورت بھی بس ٹھیک تھی...

"شوہر کا نام، پتا... وہ کیا کرتا تھا... لکھوائیں۔"

"جی اچھا... ان کا نام... فواد خان ہے... 116 سرائے مغل میں رہتے ہیں ہم... میرا نام نسرین بیگم ہے۔"

محرر لکھنے لگا... پھر اکڑ کر بولا:

"کام... کام کیا کرتا تھا وہ۔"

"وہ ایک فوجی آفیسر کے ہاں باورچی ہے۔"

"اوہ اچھا... گم کہاں سے ہوا؟" محرر چونک کر بولا... کیونکہ وہ اب سوچ رہا تھا کہ اس شخص کی گمشدگی کے بارے میں فوجی آفیسر بھی تھانے میں آسکتا ہے... اور یہ عورت اسے بتا سکتی ہے کہ ان لوگوں نے رپورٹ لکھوانے کے پانچ سو روپ وصول کیے ہیں۔

"پانچ روز پہلے... صبح سویرے منہ اندھیرے ڈیوٹی پر گیا.. لیکن شام کو لوٹا نہیں... میں نے ان آفیسر کو فون کیا... انہوں نے بتایا

کہ فواد خان تو ایک گھنٹہ پہلے جا چکا ہے... یعنی رات نو بجے... رات نو بجے وہ لوگ اسے چھٹی دے دیتے ہیں... اور میں نے فون دس بجے رات کو کیا تھا... گویا وہاں سے وہ اپنے وقت پر روانہ ہوا تھا... لیکن گھر نہیں پہنچا... پھر پانچ دن گزر گئے... میں برابر ان کے آفیسر کو فون کرتی رہی ہوں... انہوں نے بتایا کہ انہوں نے اپنے علاقے کے پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کروادی ہے..."

"تب پھر تم یہاں کیوں درج کرانے آئیں۔"

"اس لیے کہ وہ رہتا تو آپ کے علاقے میں ہے..."

"ارے ہاں... پانچ دن پہلے ہمیں ایک لاش ملی تھی... اس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا تھا... اس کی شکل و صورت بگاڑ دی گئی ہے... جسم کا کوئی حصہ بھی ایسا نظر نہیں آتا تھا کہ اس کو کوئی پہچان سکے... ابھی تک کوئی اس کی تلاش میں بھی نہیں آیا... تم پہلی عورت ہو... جس کا بیان ہے کہ اس کا شوہر پانچ روز سے گم ہے، اب پانچ دن پہلے ہی ہمیں اس کی لاش ملی تھی... لہٰذا تم اس لاش کو ایک نظر دیکھ لو۔"

"نن... نہیں... میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔" عورت نے کانپ کر کہا۔

"آپ سوچ سکتی ہیں یا نہیں... قسمت کا لکھا ہو کر رہتا ہے۔"

"کیا مطلب... آپ کیسے کہہ سکتے ہیں... وہ میرے شوہر کی لاش ہے۔"





"ہم یہ بات یقین سے نہیں کہہ سکتے... خیال ہے... اس لیے کہ پانچ دن ہو گئے... جب وہ لاش ہمیں ملی تھی... تم بھی یہی کہہ رہی ہو کہ تمہارے شوہر پانچ دن پہلے غائب ہوئے تھے۔"

"ہاں! یہ تو ہے۔" عورت نے پریشان ہو گئی۔

"آؤ... میں تمہیں مردہ خانے لے چلتا ہوں..."

اب وہ نسرین بیگم سے نرم سلوک کر رہے تھے... اس لیے کہ اس کا شوہر ایک فوجی کے گھر ملازم تھا... راستے میں سب انسپکٹر نے پوچھا:

"تمہارا خاوند کون سے فوجی آفیسر کے پاس کام کرتا تھا اور وہاں وہ کیا کام کرتا تھا۔"

"باورچی ہے... آپ بار بار تھانہ بولیں۔" اس نے جل کر کہا۔

"اچھا یونہی سہی... اچھا تو وہ باورچی ہے... آفیسر کا نام۔"

"کور کمانڈر مرزا انور بیگ۔"

"اوہو اچھا۔" وہ دھک سے رہ گیا... وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنے بڑے فوجی آفیسر کے گھر اس عورت کا خاوند ملازم ہو سکتا ہے... اب اس نے گاڑی کی رفتار اور بڑھا دی... وہ پریشان تھا کہ اس عورت نے پانچ سو روپے رشوت کی کہانی کور کمانڈر کو سنا دی تو اس کا کیا بنے گا... ایسے میں اس نے جیب سے پانچ سو کا نوٹ نکالا۔

"یہ آپ واپس رکھ لیں... میں نے مذاق میں لیے تھے۔"

وہ تم سے اب آپ پر اتر آیا۔

"کیا چیز۔"

"یہ نوٹ۔"

"لیکن یہ تو آپ نے رپورٹ درج کرنے کا لیا تھا۔"

"غلط لیا تھا... مہربانی فرما کر رکھ لیں۔"

"اچھی بات ہے۔" عورت نے مسکرا کر نوٹ لے لیا... پھر خاوند کا خیال آتے ہی اس کی مسکراہٹ مٹ گئی... آخر وہ مردہ خانے پہنچے... ایک لاش پر سے سب انسپکٹر نے کپڑا ہٹا دیا... اس بھیانک لاش کو دیکھ کر اس کے منہ سے چیخ نکل گئی... اس کی شکل وصورت، ہاتھ پاؤں ہر چیز کا حلیہ بالکل بگاڑ دیا گیا تھا۔

"نہیں نہیں... یہ میرے شوہر کی لاش نہیں ہے۔"

"کیا آپ کو یقین ہے۔" سب انسپکٹر نے پوچھا۔

"ہاں بالکل..."

"دیکھیے... اس لاش کو تو اصل حالت میں رہنے نہیں دیا گیا... پھر آپ کیسے کہہ سکتی ہیں... یہ آپ کے شوہر کی لاش نہیں ہے۔"

"بالکل یہی بات میں کہنا چاہتی ہوں... جب اس کی لاش کو اصل حالت میں رہنے ہی نہیں دیا گیا تو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ میرے شوہر کی لاش ہے۔"

سب انسپکٹر نے بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھا، کیونکہ اس سوال





کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا، پھر اس نے سر کر جھٹکا دیا اور بولا:

"فرض کیا ایسی کوئی لاش آپ کے سامنے آئے تو آپ کیسے معلوم کریں گی... کہ وہ آپ کے شوہر کی لاش نہیں۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔

"میں... ہاں... یہ سوال ٹھیک ہے... میں کچھ ایسی باتیں جانتی ہوں... مثلاً ان کی دائیں انگلی کے نشانات اگر اٹھائے جائیں تو انگلی کے درمیان میں دائرہ بنتا ہے۔"

"اوہو... محترمہ... یہ دیکھیے... انگلیاں کچل ڈالی گئی ہیں اس بے چارے کی۔"

"آخر اس قدر درندگی اس غریب کے ساتھ کیوں کی گئی۔" نسرین بیگم نے دکھ بھرے انداز میں کہا۔

"ابھی قاتل پکڑا نہیں گیا... جب پکڑا جائے گا تو اس سے یہ سوال کر لیا جائے گا، آپ اپنے مطلب کی بات کریں، یہ لاش آپ کے شوہر کی ہے یا نہیں۔"

"میں کیا کہہ سکتی ہوں... اچھا ایک منٹ... ایک بات یاد آئی... ان کی کمر پر دائیں کندھے کی ہڈی کے نیچے ایک سرخ نشان ہے... جو پیدائشی ہے... اگر قاتل نے اس جگہ کو معاف کر دیا ہوگا اور وہ سرخ نشان وہاں ہے تو میں پہچان سکتی ہوں۔"

"خدا کا شکر ہے... اس لاش کی کمر محفوظ ہے... قاتل کو کمر کا خیال نہیں آیا۔" تھانے دار نے ہنس کر کہا۔

"چلئے پھر دکھائیے... ویسے میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔"

"محترمہ... خود کو سنبھالیں... اگر آپ یہاں بے ہوش ہو گئیں تو میرے لے ایک نیا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔"

"اچھا خیر... آپ کمر تو دکھائیں۔"

اب انسپکٹر نے لاش کا رخ تبدیل کیا... کمر پر سے پردہ ہٹایا، دونوں یہ دیکھ کر بری طرح اچھلے کہ وہاں سرخ نشان موجود تھا۔

"اف میرے اللہ! یہ تو انہی کی لاش ہے۔" اس نے تیز آواز منہ سے نکالی... پھر بیٹھ کر رونے لگی۔

سب انسپکٹر بھی چند لمحوں کے لیے ساکت کھڑا رہا... انسان کتنا ہی سنگ دل ہو... کبھی کبھی اس کا دل بھی موم ہو جاتا ہے... آخر اس نے کہا:

"محترمہ نسرین صاحبہ... صبر کریں... حوصلہ کریں... آپ کو میرے ساتھ اب پولیس اسٹیشن چلنا ہوگا... مم مگر نہیں... ہم آپ کو گھر پہنچا دیتے ہیں... لاش کو بھی آپ کے گھر پہنچا دیتے ہیں... وہیں آپ ،بیان لے لیا جائے۔"

"مم... میں... میں یہاں سے ایک فون کر سکتی ہوں۔"

"ہاں ضرور... کیوں نہیں آئیے۔"

سب انسپکٹر اسے فون تک لے آیا... اس نے نمبر ملائے اور سلسلہ ملنے کا انتظار کرنے لگی۔ آخر فون پر کسی نے کہا:

"کون صاحب بات کر رہے ہیں... یہ کور کمانڈر انور بیگ کا





نمبر ہے۔"

"جی ہاں! میں انہی سے بات کرنا چاہتی ہوں... نسرین بات کر رہی ہوں... انہیں بتائیں... فواد خان کی لاش مل گئی ہے۔"

"اوہ اچھا... نسرین صاحبہ... ایک منٹ..."

پھر فون پر ایک بھاری بھرکم آواز سنائی دی:

"نسرین بہن یہ آپ ہیں... اور آپ نے کیا بتایا... فواد کی لاش مل گئی ہے... اللہ اپنا رحم فرمائے... ہم تو اس کے زندہ ملنے کی امید لیے بیٹھے تھے... آپ کہاں ہیں۔"

"میں اس وقت تو مردہ خانے سے بات کر رہی ہوں... یہاں سے میں گھر جا رہی ہوں... لاش کو بھی پولیس گھر پہنچا رہی ہے۔"

"او کے... میں وہیں آتا ہوں... سخت الجھن محسوس کر رہا ہوں۔"

"میں... میں آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

"آپ نے... آپ نے کسے فون کیا تھا۔"

انور بیگ صاحب کو... کور کمانڈر ہیں... انہی کے ہاں میرا شوہر باورچی کے طور پر کام کرتا تھا۔"

"ارے باپ رے... اور وہ آپ کو بھی جانتے ہیں۔"

"ہاں کیوں نہیں... کئی بار دعوتوں وغیرہ کے موقعے پر میں

بھی اپنے شوہر کا ہاتھ بٹانے کے لیے وہاں گئی ہوں اور وہاں ان سے بھی ملاقات ہوئی ہے۔"

"کیا فواد خان باقاعدہ فوجی ملازم تھے؟" سب انسپکٹر نے پوچھا۔

"ہاں! فوج میں فوجی آفیسر کے ملازم بھی فوجی ہی ہوتے ہیں... لیکن وہ فوج میں ملازم بھی انہی کی وجہ سے ہوئے تھے۔"

"خیر... آپ پہلے گھر چلیے... اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں۔"

"اوہ ہاں۔"

پھر وہ اسے گھر لے آئے... لاش بھی وہاں آگئی... نسرین بیگم کے گھر کے دوسرے افراد رونے لگے.. اس کے تین بچے تھے... فواد خان کا ایک چھوٹا بھائی تھا... ان سب کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے... پھر چھوٹا بھائی اپنے رشتے داروں کو فون کرنے لگا... ایسے میں ایک بڑی جیپ آکر رکی... اس میں سے ایک فوجی آفیسر اترے.. ان کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی... جس کے سرے پر سنہری لٹو لگا تھا.. ان سے پہلے ان کے چند ماتحت جیپ سے اتر کر ایک لائن میں کھڑے ہو چکے تھے... ان کے سامنے سے گزرتے ہوئے وہ گھر میں داخل ہوئے... ان کی آنکھوں سے غم ٹپک رہا تھا.. وہ سیدھے لاش کے پاس گئے... اسے نظر بھر کے دیکھا:

"اف مالک! یہ کس ظالم نے کیا ہے... کسی کو اس غریب





سے آخر کیا دشمنی تھی... یہ تو ایک غریب آدمی ہے... اس سے کسی کو کیا لینا تھا..." انہوں نے درد بھرے لہجے میں کہا۔ پھر وہ نسرین کی طرف مڑے... اس کے سر پر ہاتھ رکھا... اور بولے:

"میں آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں اور وعدہ کرتا ہوں... جب تک قاتل مل نہیں جاتا... چین سے نہیں بیٹھوں گا... میں سیدھا پولیس اسٹیشن جا رہا ہوں۔"

"وہ... وہ تو یہیں موجود ہیں۔"

"کک... کون۔" وہ بولے۔

"جی... پولیس اسٹیشن کے انچارج۔"

"اوہ اچھا... کہاں ہیں وہ۔"

سب انسپکٹر فوراً ان کے سامنے جا کھڑا ہوا... اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں... اتنا بڑا فوجی آفیسر اس کے سامنے کھڑا تھا...

پھر اچانک ایک عجیب بات ہوئی۔

*○*

## کیا!!!

کور کمانڈر نے اس کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ دے مارا... وہ اچھل کر گرا... وہاں موجود سب لوگ سکتے کے عالم میں آگئے... سب انسپکٹر کے ماتحت کانسٹیبل فاصلے پر کھڑے تھے... ان کی رائفلیں انور بیگ پر تن گئیں... انور بیگ نے آنکھ اٹھا کر ان کی طرف دیکھا تک نہیں... اپنی جیپ کی طرف بڑھ گئے... کانسٹیبل فوراً سب انسپکٹر کی طرف لپکے۔

"کیا حکم ہے سر... کیا ہم انہیں شوٹ کر دیں۔"

"نہیں... ہم قانون کی لڑائی لڑیں گے۔" سب انسپکٹر نے سرد آواز میں کہا۔

پھر وہ اپنی جیپ میں بیٹھا اور سیدھا آئی جی کے دفتر پہنچا... اس نے چپڑاسی کے ذریعے اندر پیغام بھجوایا...

"سر... سب انسپکٹر عاقل کھوڑو بہت اہم سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"اچھا بھیج دو۔"

عاقل کھوڑو اندر داخل ہوا... اس کی آنکھیں سوجی ہوئی





تھیں اور چہرے پر تھپڑ کی سرخی ابھی تک قائم تھی۔

"کیا ہوا بھئی... خیر تو ہے۔"

"سر... کور کمانڈر انور بیگ نے میرے چہرے پر تھپڑ مارا ہے۔"

"وجہ... کیوں مارا ہے انہوں نے۔" آئی جی صاحب حیران ہو کر بولے۔

"سر... اگر کوئی وجہ ہوتی... تو بھی کیا انہیں مجھے مارنے کا حق تھا... وہ میری رپورٹ کرتے... مجھے عدالت میں بلاتے، خود تھپڑ مارنے کا حق انہیں کس نے دیا۔"

"ہاں! انہیں کوئی حق نہیں تھا۔ پھر بھی پہلے تم وجہ تو بتاؤ۔"

"یہی تو رونا ہے سر... وجہ سرے سے کوئی نہیں ہے۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"سر... پوری بات پہلے سن لیں... پھر وجہ آپ خود بتا دیجئے گا۔"

"اچھی بات ہے... پوری بات بتاؤ۔"

عاقل کھوڑو نے ساری کہانی مکمل طور پر سنا دی... وہ غور سے سنتے رہے... آخر اس کے خاموش ہونے پر بولے:

"اور انہوں نے بغیر کچھ کہے... بغیر کوئی سوال کیے... تھپڑ دے مارا۔"

"جی ہاں۔"

"ایک منٹ... کھوڑو۔" انہوں نے کہا اور اپنے پی اے سے کور کمانڈر انور بیگ کے نمبر ملانے کی ہدایات کی۔ جلد ہی سلسلہ مل گیا... انہوں نے فون کان سے لگاتے ہوئے کہا:

"آئی جی... شیخ نثار احمد بات کر رہا ہوں سر۔"

"جانتا ہوں... کس لیے فون کیا ہے... پانچ دن لاش اس کے پاس پڑی رہی... کیا اس نے کسی اخبار میں اشتہار دیا... یہ معلوم کرانے کی کوشش کی کہ لاش کس کی ہے۔"

"کیا آپ نے صرف اتنی سی بات پر اسے تھپڑ دے مارا۔"

"ہاں! اتنی سی بات پر... وہ لاش میرے پسندیدہ ترین باورچی کی تھی... سمجھے آپ... کسی نے اسے بے دردی سے قتل کر دیا اور اسے قتل ہوئے پانچ دن گزر گئے... اب اس کا قاتل کس طرح ملے گا... کیا قاتل ملنا اب مشکل کام نہیں ہوگا۔"

"جی نہیں... یہ کوئی مشکل کام نہیں... ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے قاتل کو تلاش کر لیں گے... لیکن اس تھپڑ کا کیا کیا جائے... آپ کو کوئی حق نہیں تھا، ہمارے محکمے کے ملازم پر ہاتھ اٹھانے کا۔"

"اب تو میں مار چکا... اب کیا ہو سکتا ہے۔"

"آپ اس سے معافی مانگ لیں سر۔"

"کیا!!! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں... ایک کور کمانڈر... پولیس کے ایک سب انسپکٹر سے معافی مانگے گا... آپ ہوش میں تو



ہیں۔"

"اب آپ حد سے بڑھ گئے۔" آئی جی صاحب نے سرد آواز میں کہا۔

"تب پھر آپ سے جو ہوتا ہے، کر گزریں میرے خلاف۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا... آئی جی صاحب کا چہرہ اب سرخ انگارے کی طرح نظر آ رہا تھا، اس نے چپراسی کو بلانے کے لیے گھنٹی بجائی... وہ اندر داخل ہوا تو انہوں نے کہا:

"انسپکٹر جمشید۔"

ان کا لہجہ ایسا تھا کہ چپراسی بھی کانپ گیا اور باہر نکل گیا... تین منٹ بعد انسپکٹر جمشید اندر داخل ہوئے اور ان کے چہرے پر نظر پڑتے ہی چونک اٹھے۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے... ایسی کیا بات ہو گئی سر۔"

"کھوڑو... انہیں اپنی کہانی سناؤ۔"

"یس سر۔"

اس نے ساری کہانی پھر سے سنا دی... اس کے خاموش ہونے پر وہ ان کی طرف مڑے۔

"یہ یہاں آئے... میں نے کور کمانڈر سے فون پر بات کی... اس سے جو گفتگو ہوئی... وہ دہرا دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر انہوں نے گفتگو دہرا دی اور پھر خاموش ہو گئے۔

"اب آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"اس تھپڑ کا جواب دینا چاہتا ہوں۔"

"بہت بہتر سر... لیکن کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ پہلے آپ صدر صاحب سے بات کر لیں۔"

"اوہ ہاں... واقعی۔"

اب انہوں نے صدر صاحب کے نمبر ملائے... جلد ہی سلسلہ مل گیا... انہیں مختصر طور پر بتایا گیا کہ کیا معاملہ ہے۔

"تب پھر شیخ صاحب... اب آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"ہم قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں سر۔"

"ٹھیک ہے... کوئی اعتراض نہیں... ہونی چاہیے... ورنہ پھر آئے دن ایسے واقعات ہوں گے اور ملک میں فوج کے خلاف نفرت پھیل جائے گی... اس نفرت کو روکنے کے لیے قدم اٹھانا پڑے گا... تاکہ فوج کا وقار بحال رہے... ہاں کوئی ایک آدھ آدمی غلط کام کرے تو ان کی غلطی سے باقی فوج کیوں بدنام ہو۔"

"بہت بہت شکریہ سر۔"

اور پھر قانونی ماہرین کو بلایا گیا... اس طرح پہلے انور بیگ کو نوٹس جاری کیا گیا... نوٹس پر لکھا گیا تھا کہ وہ سات دن کے اندر اندر باقاعدہ طور پر سب انسپکٹر پولیس عاقل کھوڑو سے معافی مانگیں... ورنہ پھر ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے گی... اس نوٹس کا کوئی جواب نہ دیا گیا... عدالت میں مقدمہ دائر کیا گیا... اب عدالت کی طرف سے انور بیگ کو نوٹس ملا... لیکن عدالت میں بھی وہ خود پیش





نہ ہوئے، البتہ ان کی طرف سے ایک وکیل پیش ہوا... اس نے عدالت میں بیان دیا کہ ان کے مؤکل انور بیگ بیمار ہیں... لہٰذا عدالت میں حاضر نہیں ہو سکتے... لہٰذا ان کی طرف سے وہ عدالت میں بیان دیں گے... اور بیان یہ ہے کہ سب انسپکٹر پولیس عاقل کھوڑو ان کے مؤکل انور بیگ کے ساتھ چونکہ بہت زیادہ بدتمیزی سے پیش آیا تھا، اس لیے انہیں غصہ آ گیا اور غصے میں انہوں نے تھپڑ دے مارا... نہ وہ بدتمیزی سے پیش آتا... نہ ایسا معاملہ پیش آتا... اور یہ کہ انور بیگ صاحب نے سب انسپکٹر کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ کون ہیں اور فوج میں ان کا کیا عہدہ ہے وغیرہ۔"

اب ان کی طرف سے گواہ پیش ہوئے... جنہوں نے بیان دیا کہ عاقل کھوڑو نے سرے سے کوئی بات کی ہی نہیں... جونہی وہ انور بیگ کے سامنے پیش ہوئے... انہوں نے اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا... تمام پولیس ملازمین نے یہ بیان دیا... اور بالکل صاف صاف بیان دیا... انور بیگ کے وکیل نے ان سے سوالات بھی کیے... لیکن نتیجہ یہی نکلا کہ کہ انور بیگ نے بلاوجہ تھپڑ مارا تھا... آخر عدالت نے فیصلہ سنا دیا... کور کمانڈر کو پانچ سو روپے جرمانے کی سزا سنائی گئی تھی... اس سزا نے انہیں حیرت میں ڈال دیا... ان کے وکیل کا کہنا تھا کہ قانون کے مطابق انہیں ایک ماہ کی سزا تو ضرور ہو گی... لیکن ایسا نہ ہو سکا... وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

"یہ... یہ کیسے ہوا۔"

"بلکہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہوا"

"لیکن اب ہم کیا کر سکتے ہیں.. عدالت اپنا فیصلہ سنا چکی ہے، اور ہم اپنی ہی عدالت کے خلاف تو رٹ کر نہیں سکتے ... انور بیگ ضرور اس فیصلے کے خلاف رٹ کر سکتے تھے، لیکن انہیں کیا ضرورت رہی... ان کے وکیل نے ہی عدالت میں پانچ سو روپے جرمانہ ادا کر دیا ہے... گویا کیس ختم۔"

"خیر... ہم صبر کر لیتے ہیں... یہ بھی تو سوچ سکتے ہیں کہ کچھ نہ ہونے سے تو بہتر ہوا ہے... انہیں عدالتی کارروائی کا سامنا تو کرنا پڑا ہے... اگرچہ وہ خود عدالت میں نہیں آئے... لیکن انہیں یہ احساس تو دلایا گیا ہے کہ اگر انہوں نے کوئی ایسا کام کیا تو انہیں ایسے ہی نہیں چھوڑ دیا جائے گا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"نہیں ابا جان... میرے خیال میں اس کیس پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔" ایسے میں فرزانہ نے اچانک کہا۔

"کیا مطلب فرزانہ؟" وہ چونک کر اس کی طرف مڑے۔

"عدالت میں ایک درخواست دی گئی ہے کہ کور کمانڈر بیمار ہیں، اس لیے خود عدالت میں نہیں آ سکتے... سوال یہ ہے کہ یہ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ انہیں کس ڈاکٹر نے جاری کر دیا... جب کہ میرے خیال میں وہ بیمار نہیں ہیں... انہوں نے عدالت میں حاضری سے جان چھڑانے کے لیے وہ سرٹیفکیٹ حاصل کیا ہے۔"

"اس سرٹیفکیٹ پر ڈاکٹر کا نام دیکھ لیتے ہیں۔" محمود نے





پرجوش انداز میں کہا۔

"گویا تم لوگ اس معاملے کو ختم کرنے پر تیار نہیں ہو۔"

"جی نہیں... اس طرح مزا نہیں آیا... اگر انہوں نے جھوٹا سرٹیفکیٹ حاصل کیا ہے تو کیا ہم اس معاملے کو پھر سے عدالت میں نہیں اٹھا سکتے۔" فرزانہ بولی۔

"بہت خوب فرزانہ... میرا خیال ہے، اٹھا سکتے ہیں... مزید میں وکیل صاحب سے پوچھ لیتا ہوں۔" انہوں نے کہا اور ان وکیل صاحب کو فون کیا جو ان کی طرف سے عدالت میں پیش ہوئے تھے۔

"آصف اقبال... ہمارا خیال ہے کہ اس مقدمے میں ابھی گنجائش ہے۔"

"کیا مطلب؟" وکیل نے چونک کر کہا۔

"فرض کر لیتے ہیں کہ عدالت میں انور بیگ کی طرف سے جھوٹا میڈیکل سرٹیفکیٹ پیش کیا گیا ہو تو؟"

"اس کو جھوٹا ثابت کیسے کیا جائے گا... جب کہ وہ ایک مستند ترین اور مشہور و معروف ڈاکٹر نے جاری کیا ہے۔"

"آپ ہمارے سوال کا جواب دیں... اگر وہ سرٹیفکیٹ جھوٹا ہو تو۔"

"تب تو ان پر جعل سازی کا مقدمہ بھی بنے گا اور ڈاکٹر پر بھی بنے گا۔"

"یہ بات انور بیگ اور عاقل کھوڑو کی نہیں رہ گئی... قانون توڑنے کی بن گئی ہے اور قانون کسی عام آدمی نے نہیں توڑا... سڑک پر چلتا اگر ایک عام آدمی سب انسپکٹر کو کسی بات پر تھپڑ مار دیتا تو ہم صرف اس سے معافی دلوا دیتے... اور معاملہ ختم.. لیکن تھپڑ ایک بڑے آرمی آفیسر نے مارا ہے... گویا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس عہدے نے اسے یہ حق دیا ہے... جب کہ ایسا نہیں ہے... اس عہدے نے اسے یہ حق نہیں دیا۔"

"واہ... بہت خوب... آپ کو تو وکیل ہونا چاہیے تھا انسپکٹر صاحب۔"

"اور میں وکیل ہوں۔"

"اوہو اچھا۔" وہ حیران رہ گیا۔

"لیکن مجھے سراغرسانی زیادہ پسند ہے... تاہم میں ضرورت پڑنے پر وکالت بھی کرتا ہوں۔"

"یہ جان کر خوشی ہوئی اور حیرت بھی... تب تو آپ کو مجھ سے مشورہ کی بھی ضرورت نہیں تھی۔"

"مشورہ کرنا اچھا ہوتا ہے... وکالت میرا روز کا کام نہیں رہا... جب کہ آپ کا یہ روز کا کام ہے۔"

"ٹھیک ہے... اگر ڈاکٹری سرٹیفیکیٹ جعلی ہے... تب ان پر دوبارہ مقدمہ چل سکتا ہے۔"

"شکریہ سر۔"





"لیکن آپ یہ ثبوت حاصل نہیں کر سکیں گے۔"

"کوشش تو کریں گے۔" وہ ہنسے۔

"ضرور کریں... ویسے رہے گا مزا۔"

"ان شاء اللہ۔" وہ بولے۔

اب انہوں نے عدالت کے ریکارڈ میں سے وہ سرٹیفیکیٹ نکلوایا... اس پر ڈاکٹر اے آر بھاوانی لکھا تھا... سب سے پہلے اکرام کو فون کیا گیا...

"اکرام... ڈاکٹر اے آر بھاوانی کو جانتے ہو۔"

"جی نہیں سر۔"

"میرا مطلب ہے... اس نام کے ڈاکٹر کا کوئی ریکارڈ تو تمہارے پاس نہیں ہے۔"

"اوہ اچھا، آپ اس حوالے سے پوچھ رہے ہیں۔" وہ چونکا۔

"ہاں اسی حوالے سے پوچھ رہا ہوں۔"

"تب پھر دیکھنا پڑے گا۔"

"اور اکرام تم کتنی دیر تک دیکھ لو گے۔"

"جی بس... چند منٹ میں..."

"او کے... میں انتظار کر رہا ہوں۔"

"کیا کوئی خاص معاملہ ہے سر۔"

"نہیں... معاملہ تو بہت معمولی سا ہے۔"

"خیر... میں ابھی کام شروع کرتا ہوں۔"

اور پھر چند منٹ بعد اس کی طرف سے جواب ملا... وہ کہہ رہا تھا:

"ڈاکٹر اے آر بھاوانی سزا یافتہ ہے... لیکن یہ بہت مدت پہلے کی بات ہے۔"

"کیا!!!" وہ چلائے۔

"یہی بات ہے سر۔"

اس کا ریکارڈ فوراً میرے پاس لے آؤ اکرام۔" وہ پھر چلائے۔

*○*





# غریب غائب

چند منٹ بعد اکرام نے ان کے سامنے ریکارڈ پیش کر دیا... اس کے مطابق... آج سے بیس سال پہلے جب اے آر بھاوانی نیا نیا ڈاکٹر بنا تھا تو اس نے ایک جھوٹا سرٹی فیکیٹ عدالت میں پیش کیا تھا اور اس کے جھوٹے سرٹی فیکیٹ کی وجہ سے ایک مجرم صاف بچ گیا تھا... سزا کے بعد گویا اس نے کچھ مدت گمنامی کی زندگی بسر کی... پھر شہر میں کسی اور جگہ اس نے اپنی ڈاکٹری شروع کی ہو گی... اور اب تو بہت بڑا اور مشہور ڈاکٹر ہے۔"

"بہت خوب! اب سوال یہ ہے کہ اس نے اپنے سرٹی فیکیٹ میں کیا بیماری لکھی ہے... جس کی بنا پر انور بیگ عدالت میں پیش نہیں ہوئے۔"

"بیماری کا نام پڑھا نہیں جا رہا... گول مول سا لکھا ہے... یہ تو کوئی ڈاکٹر ہی پڑھ سکیں گے۔"

"تو پھر بلاؤ... ڈاکٹر فاضل کو بھی۔" وہ بولے۔

اب ڈاکٹر فاضل وہاں آ گئے... انہوں نے سرٹی فیکیٹ پر لکھا بیماری کا نام پڑھا اور حیران ہو کر بولے۔

"یہ... یہ کیا ہے۔"

"بیماری کا نام... کیا بیماری لکھی ہے انہوں نے۔"

"سرسام... یہ عام طور پر دھوپ لگنے سے ہو جاتی ہے... بخار ہو جاتا ہے... جس میں زیادہ زور سر کی طرف ہوتا ہے... اور آدمی کی حالت کافی خراب ہوتی ہے۔"

"کیا یہ ایسی بیماری ہے کہ آدمی عدالت میں حاضر نہ ہو سکے۔"

"یہ کوئی لمبی بیماری نہیں ہے... یہ تو بہت فوری بیماری ہے... ادھر سرسام ہوا... آدمی گیا... یا پھر ادھر آدمی ٹھیک ہو سکتا ہے... مطلب یہ کہ جس روز سرسام ہوا... اس روز تو وہ ضرور عدالت میں نہیں آ سکے گا... ورنہ چند روز میں ہی آدمی ٹھیک ہو جاتا ہے... ہاں غلط علاج سے بیماری لمبی بھی ہو جاتی ہے اور موت کا سبب بن سکتی ہے۔"

"اس بیماری کی کوئی علامت۔"

"آدمی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے... چہرہ تمتمایا رہتا ہے۔"

"شکریہ ڈاکٹر صاحب ... ضرورت پڑی تو پھر آپ کو زحمت دیں گے۔"

"مسئلہ کیا ہے۔" وہ بولے۔

"ارے ہاں... آپ ڈاکٹر اے آر بھاوانی کو جانتے ہیں۔"

"شہرت سنی ہے ان کی... سنا ہے وہ دماغی امراض کے بہت





بڑے ماہر ہیں اور بس... میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔"

"اچھی بات ہے۔"

ڈاکٹر صاحب چلے گئے...

"لو بھئی... اب تم اپنا کام شروع کر دو... اور اس کام میں تمہارا ساتھ دیں گے خان رحمان۔"

"جی... کیا مطلب۔"

"بھئی وہ ایک ریٹائرڈ فوجی ہیں... فوجی آفیسرز کے ساتھ ان کے تعلقات ہیں... تمہیں فوجی ایریے میں آزادانہ لے جا سکتے ہیں... گھما پھرا سکتے ہیں۔"

"لیکن ہمیں کرنا کیا ہے۔" فاروق بولا۔

"حد ہو گئی... اب یہ بھی میں ہی بتاؤں۔" انہوں نے آنکھیں نکالیں۔

"ٹھیک ہے ابا جان... ہم کر لیں گے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"یہ ہوئی نا بات۔"

"کیا کر لیں..." فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"جو بن پڑا۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"بہت خوب فرزانہ۔"

"آپ تو بس اس کی تعریف پر تل گئے۔"

"تعریف کا پل تو سنا تھا... تعریف پر تلنا آج ہی سنا ہے۔"

انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"جی... وہ... تلنا تو کسی بھی معاملے میں ہو سکتا ہے... مثلاً انتقام لینے پر تلنا... ادھار لینے پر تلنا... غلطیاں کرنے پر تلنا... منہ بنانے پر تلنا..."

"بس بس... محاورات اگلنے پر نہ تلو۔" محمود گھبرا گیا۔

"اچھی بات ہے... ہم اپنے انکل خان رحمان کو بلا لیتے ہیں اور اس کے بعد ملٹری ایریے کی سیر کا پروگرام ترتیب دیں گے۔"

"بالکل ٹھیک... میں تمہاری طرف سے جلد از جلد رپورٹ ملنے کے لیے بے چین رہوں گا۔"

"لیکن ابا جان... آپ کو اس معاملے میں بے چین ہونے کی کیا ضرورت ہے۔"

"میں ایسے معاملات میں بے چین ہو جایا کرتا ہوں... یہ کوئی عجیب بات نہیں۔" وہ مسکرائے۔

پھر وہ خان رحمان کے ساتھ فوجی ایریے کی طرف روانہ ہوئے۔

"معاملہ کیا ہے بھئی... تم نے مجھے تو کچھ بتایا ہی نہیں۔" خان رحمان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"انکل آپ کور کمانڈر انور بیگ کو جانتے ہیں۔"

"پہلی بات تو ان کے بارے میں یہی جانتا ہوں کہ وہ کور کمانڈر ہیں۔" خان رحمان مسکرائے۔ جواب میں انہیں بھی مسکرانا پڑا۔

"اور دوسری بات انکل۔"





"دوسری بات یہ کہ ان صاحب نے بہت تیزی سے ترقی کی... جب کہ یہ ایک سپاہی کے طور پر بھرتی ہوئے تھے... گھرانا ان کا دینی ہے... مطلب یہ کہ گھر میں دین نظر آتا ہے... اسلام کی تعلیم پر توجہ نظر آتی ہے۔"

"گویا آپ کا ان کے ہاں آنا جانا ہے۔"

"جب وہ کرنل تھے... تو میں بھی کرنل تھا... اس دوران ملاقات تھی ان لوگوں سے... انہی دنوں پھر میں ریٹائرڈ ہو گیا تھا... لہٰذا مدت ہو گئی... ان کے گھر گئے... کیوں؟"

"شاید ہمیں ان کے گھر جانا پڑے... لیکن اس سے پہلے ہم ان کے آس پاس کے گھروں میں جانا چاہتے ہیں۔"

"لیکن بات کیا ہے... کیا تم ان پر کسی قسم کا شک کر رہے ہو۔"

"نہیں، ہم شک نہیں کر رہے.. تفتیش کر رہے ہیں انکل۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"حد ہو گئی... تفتیش بھی تو کسی شک کی بنیاد پر ہی کی جاتی ہے۔"

"چلیے مان لیتے ہیں آپ کی بات۔" محمود مسکرایا۔

"گویا تم صرف میری وجہ سے یہ بات مانو گے... یہ بات ہے نہیں۔" انہوں نے جھلا کر کہا۔

"ایسی بات بھی خیر نہیں انکل..."

"حد ہو گئی... ہر بات کے جواب میں کہہ دیتے ہو... ایسی بات نہیں۔" وہ جل گئے۔

"ایسی کوئی بات نہیں انکل۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"توبہ ہے تم سے۔"

"شکریہ انکل... لیکن ہمارا ایک مشورہ ہے کہ توبہ آپ اللہ تعالیٰ سے کریں۔"

"نپٹ لوں گا..." وہ غرائے۔

"لیجیے انکل... آپ تو سچ مچ ہم پر خار کھانے لگے... ہم تو مذاق کر رہے تھے۔" فرزانہ نے گھبرا کر کہا۔

"میں بھی تو مذاق میں کھار کھا رہا ہوں۔" وہ ہنس پڑے۔

"اوہ تب تو شکر ہے۔"

"شکر تو خیر ویسے بھی ہے۔" محمود نے کہا۔

"اور تم نے بتایا نہیں... انور بیگ کے پڑوسیوں سے کیا پوچھنا ہے۔"

"ہم آپ کو ساری بات ہی کیوں نہ بتا دیں۔"

"اس سے اچھی بات اور کیا ہو گی بھلا۔"

انہوں نے ساری تفصیل سنا دی... وہ سن کر سوچ میں ڈوب گئے۔

"بات تو بہت چھوٹی سی ہے... لیکن لگتا ہے... تم اس کو بڑا بنا کر چھوڑو گے۔"



"لیکن انکل... اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔"

"پتا نہیں۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"جی کیا مطلب... کیا پتا نہیں؟" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ کہ اس میں تمہارا قصور ہے یا نہیں۔"

"اوہ ارے باپ رے... اب آپ بھی ہمارے انداز میں باتیں کرنے لگے ہیں۔"

"کک... کیا واقعی..." وہ گھبرا گئے۔

"ہم آپ کو بتا رہے تھے کہ ان کے آس پاس کے چند گھروں تک جانا ہے... کیا آپ ہمیں لے جا سکیں گے۔"

"ہاں! کیوں نہیں... لیکن فوجی لوگ ایک دوسرے کے خلاف کوئی بات نہیں کرتے، آپس میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں، یہ ان میں بہت اچھی بات ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں... ہم اپنا مطلب نکال لیں گے۔"

"او کے..." انہوں نے کندھے اچکائے۔

پھر وہ ایک خوبصورت گھر کے سامنے گاڑی سے اترے...

"بائیں طرف تیسرے نمبر پر انور بیگ کی کوٹھی ہے۔" خان رحمان دبی آواز میں بولے۔

"اوہ اچھا۔" یہ کہتے ہوئے انہوں نے اس کوٹھی پر بھی ایک نظر ڈالی۔

"اور یہ کن کی ہے۔"

"یہ میرے دوست ہیں بریگیڈیئر عارف عباس خان... چونکہ انور بیگ کے نزدیکی پڑوسی ہیں... اور ان کے سب گھر والے انور بیگ صاحب کے گھر اور ان کے سب افراد ان کے گھر آتے جاتے رہتے ہیں... اس لیے میں سب سے پہلے تم لوگوں کو یہاں لایا ہوں۔"

"آپ نے بہت اچھا کیا... آپ بہت اچھے ہیں انکل۔" محمود مسکرایا۔

"ہائیں... یہ بعد والا جملہ کہنے کی کیا ضرورت تھی بھلا۔"

"بس یونہی... منہ سے نکل گیا۔"

خان رحمان مسکرا دیے اور دروازے پر دستک دی... جلد ہی ایک نوعمر لڑکا باہر نکلا...

"آہا... انکل ہیں..."

"نہیں بھئی... صرف میں نہیں... یہ لوگ بھی ہیں۔"

"یہ... یہ حامد، سرور اور ناز بہن نہیں ہیں... ایک سال پہلے جب آپ آئے تھے تو آپ کے ساتھ وہ تینوں بھی تھے... لہٰذا میں پہچاننے میں غلطی نہیں کر رہا۔"

"بالکل ٹھیک... یہ محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں... انسپکٹر جمشید [illegible] ہت زیادہ قریبی دوست ہیں۔"





"اوہ... نن نہیں۔" اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا اور پھر وہ شور مچاتا ہوا اندر کی طرف بھاگ گیا۔

"آگئے... آگئے... آگئے۔"

"کیا ہے... کیوں چیخ رہے ہیں۔" انہوں نے ایک لڑکی کی آواز سنی۔

"آگئے... آگئے... آگئے۔"

"یہ گانا سنا ہوا ہے... نور جہاں کا گایا ہوا گانا۔" لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"نن نہیں... وہ... وہ آگئے۔" لڑکا چلا اٹھا۔

"وہ آگئے... یہ تو گانے کے بول نہیں شاید... تب پھر کون آگئے... کیوں آگئے... کس نے اڑائی ہے یہ ہوائی... ضرور کسی دشمن نے۔"

"توبہ ہے تم سے۔" لڑکا جھلا کر بولا۔

"حد ہوگئی... اس میں توبہ کہاں سے نکل آئی... بات بے بات توبہ، ہے کوئی تک..."

"اب میں ہر بات میں تک کہاں سے لاؤں۔"

"اوہو... وہ سن لیں گے۔" لڑکے نے جھلا کر کہا۔

"سن لیں گے... کون سن لیں گے... کیا سن لیں گے... کیوں سن لیں گے۔" ایک اور لڑکی کی آواز سنائی دی۔

اب باہر ان کا مارے حیرت کے برا حال تھا، انہیں یوں

محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ تینوں اندر موجود ہوں اور یہ باتیں خود وہ کر رہے ہیں...

ایسے میں ایک ادھیڑ عمر کا آدمی باہر آیا... اس نے پہلے خان رحمان سے گرم جوشی سے ہاتھ ملایا... پھر ان سے اور انہیں ڈرائنگ روم میں لے آیا۔

”میرے بچے ان کے زبردست دیوانے ہیں... یہاں تک ہر وقت ان کے انداز میں باتیں کرتے رہتے ہیں... اور ہم لوگ بس ان کی باتیں سن سن کر مسکراتے رہتے ہیں۔“

”جی ہاں! ہم بھی سن چکے ہیں ان کی باتیں۔“ محمود مسکرایا۔

اب وہ تینوں بھی ڈرائنگ روم میں آ گئے اور لگے انہیں ٹکر ٹکر دیکھنے۔

”آج کیسے بھول پڑے خان رحمان۔“

”میں تو واقعی بھولا ہوا تھا... ان لوگوں نے یاد دلوایا۔“

”تب تو مجھے ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔“

”جی کر لیں... ہم بھی بعد میں شکریہ ادا کر دیں گے۔“ فاروق نے شرما کر کہا۔

وہ مسکرا دیے... پھر خان رحمان نے کہا:

”یہ لوگ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔“

”ایسی کون سی بات ہے [illegible] نہیں بتا سکتے تھے [illegible] میں بتا سکوں گا۔“ عارف [illegible]۔



”یہ تو یہی بتائیں گے۔“

”ہاں صاحبان... فرمائیں۔“

”آپ کا انور بیگ کے گھر آنا جانا ہے اور ان کا آپ کے ہاں۔“

”ہاں! یہ تو یہاں ہر گھر میں بات ہے... سب لوگ ایک دوسرے کے ہاں آتے جاتے ہیں... بس ذرا رینک کا خیال اس بارے میں رکھا جاتا ہے۔“

”جی... رینک کا خیال... کیا مطلب؟“

”مطلب یہ کہ اگر کوئی کرنل ہے تو عام طور پر اس کا آنا جانا دوسرے کرنلوں کے گھروں میں ہو سکتا ہے، اس طرح کوئی بریگیڈیئر ہے تو بریگیڈیئروں کے گھروں میں... یا کم از کم آس پاس کے عہدے دار آپس میں زیادہ ملتے ہیں۔“

”ہم سمجھ گئے... خیر آپ کا ان کے ہاں اور ان کا آپ کے ہاں آنا جانا ہے... چند دن پہلے انور بیگ صاحب کو سرسام ہو گیا تھا... میرا مطلب ہے... ان کے دماغ پر اثر ہو گیا تھا... ڈاکٹر صاحب آئے تھے اور...“

”یہ... یہ کب کی بات ہے بھلا۔“

”ابھی چند دن پہلے کی... یعنی صرف چار دن پہلے۔“

”نہیں... چار دن پہلے تو ان لوگوں کی ہمارے دعوت دی تھی۔“

"کک... کیا واقعی۔"

"ہاں! بات کیا ہے۔"

"بات ہم ابھی بتاتے ہیں... پہلے آپ سے ذرا چند سوالات اور... آپ ان کے ملازم فواد خان کو جانتے ہیں؟"

"اوہ ہاں... وہ غریب... غائب ہے... ابھی تک نہیں مل سکا۔"

"اس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔"

"کیا مطلب... اس کی گمشدگی کے بارے میں... نہیں... میں کچھ نہیں جانتا... بس اتنا جانتا ہوں کہ وہ آٹھ نو دن سے غائب ہے... ان لوگوں سے پتا چلا تھا کہ ان لوگوں نے اس کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی ہے... کسی فوجی آفیسر کا کوئی ملازم غائب ہو جائے تو صرف اس ملازم کے گھر کے افراد پولیس میں رپورٹ درج نہیں کراتے... اس فوجی آفیسر کو بھی اپنے طور پر رپورٹ درج کرانا پڑتی ہے۔"

"اوہ اچھا... وہ بھلا کیسا آدمی تھا۔"

"کون فواد خان... لل... لیکن آپ نے اس کے لیے تھا کا لفظ کیوں بولا۔" وہ چونک اٹھے۔

"اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے شاید۔"

"کیا مطلب... شاید۔"

"ایک لاش ملی ہے... خیال یہی ہے کہ وہ فواد خان کی ہے..





لاش کو اس حد تک خراب کر دیا گیا ہے کہ پہچان مشکل ہے... تاہم اس کی بیوی نے اسے پہچان لیا ہے۔"

"اوہ اوہ... یہ ہم نے کیا سنا ہے... ہم بے حد دکھ محسوس کر رہے ہیں۔" عارف عباس نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ کیسا آدمی تھا بھلا۔"

"بہت اچھا... بہت نیک... بہت ایمان دار... اور نماز روزے کا پابند... کھانا تو بس اتنا مزے کا بناتا تھا کہ کیا بتاؤں... انور بیگ تو اس کے کھانے کے دیوانے تھے... اسی بنیاد پر اسے انہوں نے ملازم رکھا تھا۔"

"ہوں... تو یہ پکی بات ہے کہ چار دن پہلے وہ بالکل بیمار نہیں ہوئے تھے۔"

"بالکل نہیں... نہ پانچ دن پہلے... نہ تین دن پہلے... کیونکہ ان دنوں ہم اکٹھے ہوتے رہے ہیں... لیکن اس سوال کی کیا وجہ ہے۔"

"کیا خیال ہے انکل۔" محمود نے خان رحمان کی طرف مڑا۔

"کیا مطلب؟"

"کیا انہیں بتا دیں۔"

"بات عدالت میں جا چکی ہے، انہیں ویسے بھی معلوم ہو جائے گی۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہا اور بات بتا دی۔

"حیرت ہوئی سن کر... انہوں نے بھلا اس انسپکٹر کو تھپڑ کیوں مارا۔"

"ان کا بیان ہے... بس انہیں انسپکٹر پر غصہ آگیا... غصے میں وہ تھپڑ مار بیٹھے... ادھر انسپکٹر کا کہنا ہے کہ اس نے تو کوئی بات سرے سے کی ہی نہیں تھی... غصہ کس بات پر آگیا۔"

"حیرت ہے... کمال ہے... انور بیگ تو بہت نرم دل... نوم مزاج انسان ہیں... ان میں تو غصہ نام کو بھی نہیں ہے۔"

"اور پھر وہ عدالت میں بھی حاضر نہیں ہوئے... ان کی جگہ ان کا وکیل پیش ہوا، جس نے عدالت میں ڈاکٹری سرٹی فیکیٹ پیش کیا کہ بیمار ہو جانے کی وجہ سے وہ عدالت میں حاضر نہیں ہو سکتے... جب کہ آپ کا کہنا ہے کہ وہ بیمار نہیں تھے اس دن... نہ اس دن کے بعد نہ اس سے ایک دن پہلے۔"

"ہم تو یہ باتیں سن کر حیران ہی ہو سکتے ہیں... اور کوئی تبصرہ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔"

"اچھا شکریہ... اب کیا خیال ہے انکل... اب چلیں۔"

"کیا غضب کرتے ہیں... ابھی ہماری آپس میں باتیں کب ہوئی ہیں۔"

"لیکن اس وقت ہم بہت پریشان ہیں... اور یہاں سے ہمیں ڈاکٹر اے آر بھاوانی کے ہاں جانا ہے۔"

"انہوں نے لکھا تھا سرٹی فیکیٹ۔" عارف عباس کے لہجے





میں حیرت تھی۔

"جی ہاں... کیوں... کوئی خاص بات۔"

"جہاں تک مجھے معلوم ہے... انور بیگ اور ان کے گھر کے افراد اے آر بھاوانی سے تو علاج کراتے ہی نہیں۔"

"کیا مطلب... یہ... یہ آپ نے کیا بتایا... انور بیگ ڈاکٹر بھاوانی سے علاج نہیں کراتے۔"

"بالکل نہیں۔"

"اوہ... اور... ان کے ڈاکٹر کا نام کیا ہے بھلا۔"

"ڈاکٹر نسیم خواجہ۔"

"اوہ... اوہ... کیا آپ ان کا فون نمبر یا پتا بتا سکتے ہیں۔"

"ہاں کیوں نہیں.. ہم بھی ان سے علاج کراتے رہتے ہیں، وہ ہمارے بھی فیملی ڈاکٹر ہیں۔"

"بہت خوب... یہ ملٹری ڈاکٹر ہیں؟"

"ہاں... بالکل... ڈاکٹر نسیم خواجہ ملٹری ڈاکٹر ہیں... جب کہ اے آر بھاوانی نہیں ہیں۔"

"تب پھر... انور بیگ صاحب نے ان سے سرٹی فیکیٹ کیوں نہیں لیا۔"

"اب اگر کسی فوجی آفیسر کی طبیعت اچانک کسی اور جگہ خراب ہو جائے اور وہاں سے ان کا فیملی ڈاکٹر دور ہو تو کیا وہ کسی اور ڈاکٹر سے علاج نہیں کرائیں گے۔" عارف عباس نے حیران ہو کر

کہا۔

"اوہ ہاں... ضرور کرائیں گے... بالکل کرائیں گے۔"

ایسے میں انہوں نے قدموں کی آواز سنی... آنے والے کو دیکھ کر وہ دھک سے رہ گئے۔

☆...☆...☆



## الفاظ

انہوں نے دیکھا... آنے والے انور بیگ تھے...

"اوہو... آپ... آیئے آیئے۔" عارف عباس حیرت زدہ سے انداز میں بولے۔

"میں نے آپ کے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا دیکھا تو اندر آگیا... مجھے نہیں معلوم تھا کہ اندر کچھ مہمان بیٹھے ہیں... آہا... یہاں تو ہمارے پرانے دوست خان رحمان بھی تشریف رکھتے ہیں۔"

خان رحمان اٹھ کھڑے ہوئے... ان سے گرم جوشی سے ملے۔

"مدت ہوگئی... آپ سے ملاقات نہیں ہوئی۔"

"ہاں! بس سر... کیا بتاؤں۔" خان رحمان گڑبڑا گئے۔

"اور آج تو بچے بھی ساتھ ہیں... میرے ہاں بھی آئیں نا۔"

"یہ... یہ میرے نہیں... انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں۔"

"کیا!!!" ان کا منہ فوراً بن گیا...

نفرت بھری ایک نظر ان پر ڈالی پھر بولے:

"انسپکٹر جمشید کی وجہ سے مجھے بہت پریشانی ہوئی... لہٰذا میں

یہاں نہیں بیٹھوں گا۔"

"اوہ... لیکن سر... اس میں انسپکٹر جمشید کا تو کوئی قصور نہیں تھا۔" خان رحمان بول اٹھے۔

"ہاں... بس... غلطی تو میری تھی... بلاوجہ اس بے وقوف انسپکٹر کو تھپڑ مار بیٹھا۔"

"آخر آپ کو یہ سوجھی کیا تھی۔"

"پتا نہیں کیوں... اس پر غصہ آگیا... میں تو خود اب تک نہیں جان سکا کہ مجھے کیا ہو گیا تھا... میں نے اسے کیوں مارا... اور ان لوگوں کو دیکھئے... مجھے عدالت میں طلب کر لیا... بھئی ایسے ہی میرے پاس آجاتے... میں معافی مانگ لیتا۔"

"لیکن جناب! ہم کیوں آجاتے... آپ کیوں نہیں چلے گئے اس انسپکٹر کے گھر معافی مانگنے۔" اچانک محمود نے کہا۔

انہیں ایک زبردست جھٹکا لگا... وہ دھک سے رہ گئے... چند لمحوں تک... وہ محمود کو گھورتے رہے... باقی لوگ بھی سکتے میں آگئے تھے...

"افسوس۔" آخر انور بیگ کے منہ سے نکلا... چند لمحے تک وہ رکے رہے، پھر بولے:

"ہاں! واقعی مجھے اپنے آپ پر افسوس ہے... مجھے خود ان کے پاس جانا چاہیے تھا... غلطی میری تھی اور میں ایسا کروں گا۔"

"کک... کیا واقعی۔" محمود نے خوش ہو گیا۔



"ہاں واقعی... اب میں چلوں گا۔"

"بیٹھیے نا... چائے آرہی ہے۔"

"اس وقت موڈ نہیں۔"

یہ کہہ کر وہ کمرے سے نکل گئے...

"اب ہم بھی اجازت چاہیں گے۔"

"نہیں... چائے آنے والی ہے۔"

"اس کی ضرورت نہیں انکل... آپ انہیں بتائیں انکل۔" فاروق نے جلدی سے کہا اور خان رحمان کی دیکھا۔

"بات یہ ہے عباس صاحب... یہ لوگ چائے صرف اپنے وقت پر پیتے ہیں... اس وقت کے علاوہ چائے نہیں پیتے... بلکہ کچھ بھی نہیں کھاتے پیتے۔"

"لیکن آج انہیں میری خاطر اپنا یہ اصول توڑنا پڑے گا۔"

"مجبوری ہے بھئی پھر تو۔" خان رحمان نے کندھے اچکائے۔

"جج... جی اچھا۔"

آخر چائے سے فارغ ہو کر وہ وہاں سے رخصت ہوئے...

"کیا خیال ہے... انور بیگ صاحب کے دو چار اور پڑوسیوں سے ملواؤں۔"

"جی نہیں بس... اب ضرورت نہیں رہی۔"

"گویا تم کسی نتیجے پر پہنچ چکے ہو۔"

"اگر ہم یہ مان لیں کہ انہیں بلاوجہ غصہ آگیا... اور انہوں

نے انسپکٹر عاقل کھوڑو کو تھپڑ مار دیا تو بھی انہیں اس معاملے میں اس حد تک آگے نہیں جانا چاہیے تھا... جب نوٹس ملا تھا، اسی وقت عاقل کھوڑو سے معافی مانگ لیتے... لیکن انہوں نے عدالت میں حاضر ہونے کے لیے بھی ایک جھوٹا سرٹی فیکیٹ پیش کیا... اور اس سے بھی زیادہ حیرت ڈاکٹر بھاوانی پر ہے... اس نے کتنی دلیری سے جھوٹا سرٹی فیکیٹ بنا دیا۔"

"لیکن اب اس معاملے کو ختم ہی کرنا بہتر رہے گا... عدالت سے انہیں جرمانہ کی سزا ہو گئی ہے... یہی کافی ہے۔"

"لیکن... کل کو یہ ڈاکٹر بھاوانی کوئی اور کسی بڑے معاملے میں جھوٹا سرٹی فیکیٹ دے سکتا اور اس طرح کوئی بڑا مجرم سزا سے بچ سکتا ہے... اس کا مناسب بندوبست کرنا ہوگا... پھر انور بیگ جیسے بڑے فوجی آفیسر نے عدالت میں ایک سرٹی فیکیٹ پیش کیا... اس روز تو اسے سرسام تھا ہی نہیں۔"

"گویا تم اس معاملے کو نئے سرے سے عدالت میں اٹھانا چاہتے ہو۔"

"ہاں! انکل یہی بات ہے۔"

"لیکن اس چکر میں تم لاش کو بھولتے جا رہے ہو۔" خان رحمان سرد آواز میں بولے۔

"کک... کیا... کیا مطلب۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔





"کیا ایسا نہیں ہے... کہ انور بیگ والے معمولی واقعے میں الجھ کر اس لاش کو بھول گئے ہو... آخر اس غریب کو کس نے قتل کر دیا... اور کیوں؟"

"اوہ دا انکل... اوہ۔" فرزانہ چلائی۔

"کیا... کیا ہوا۔" خان رحمان گھبرا گئے۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں... ہم ایک چھوٹی بات میں الجھ گئے اور بڑی کو فراموش کر بیٹھے، خیر... گھر چل کر ابا جان سے مشورہ کرتے ہیں۔"

"ہوں... ٹھیک ہے..."

وہ گھر پہنچے... انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا۔

"ہاں! کیا رہا۔"

انہوں نے تفصیل سنا دی... وہ چند لمحے سوچ میں گم رہے، پھر بولے:

"اب تم لوگوں نے کیا سوچا ہے۔"

"ہم تو اس معاملے کو لازمی آگے بڑھانا چاہتے تھے... لیکن انکل کا کہنا ہے کہ ہم چھوٹے معاملے میں ڈوب کر بڑے کو بھول گئے ہیں... یعنی فواد خان کی لاش کو۔"

"اس پر میں کام کروں گا... تم اس طرف توجہ دو... کیا تم ڈاکٹر بھاوانی سے ملے۔"

"جی نہیں..."

"غلط کیا... پہلے اس سے مل لو... پھر معاملے کو دوبارہ عدالت میں لے جاؤ... آج ایک فوجی آفیسر نے ایک پولیس والے کو بلاوجہ تھپڑ مارا ہے... کل کوئی اس سے آگے بڑھ سکتا ہے، اس طرح فوج اور پولیس میں نفرت پیدا ہو سکتی ہے... اور یہ صورت ملک کو کہیں کا نہیں چھوڑے گی... کیا سمجھے۔"

"بالکل سمجھ گئے۔"

"ایک جملہ اور کہے دیتا ہوں... تاکہ تم اس معاملے کی اہمیت کو سمجھ سکو... فواد خان کا قتل معمولی واقعہ ہے... اس سے کسی کو کوئی دشمنی ہی ہو گی... جب کہ انور بیگ والا واقعہ اگرچہ معمولی ہے... لیکن ہے ملکی سطح کا... اس کو بہت سنجیدگی سے لیا جائے۔"

"جی بہت بہتر۔" تینوں بولے۔

اور پھر وہ اسی وقت گھر سے نکل آئے...

"انکل آپ جانا چاہیں... یا ابا جان کے ساتھ رہنا چاہیں تو جا سکتے ہیں... ہم تو اب ڈاکٹر اے آر بھاوانی سے ملنے جا رہے ہیں۔"

"میں تم لوگوں کے ساتھ جانا پسند کروں گا... یوں بھی جمشید نے ایسی کوئی خواہش ظاہر نہیں کی..."

"آپ کی مرضی..." محمود مسکرایا

پھر وہ ڈاکٹر کے کلینک پہنچے... کلینک کا وقت ختم ہو چلا تھا اور ڈاکٹر گھر جانے کی تیاری کر رہا تھا، جب اس کے ملازم نے ان کے کارڈ دیے... وہ اندر داخل ہوئے تو اس نے کہا:





"آپ کو شاید علم نہیں... یہ میری چھٹی کا وقت ہے اور میں گھر جانا پسند کرتا ہوں۔"

"ہوں ٹھیک ہے... آپ فکر نہ کریں... ہم آپ کے صرف چند منٹ لیں گے۔"

"خیر صاحب... فرمائیں پھر۔" اس نے منہ بنایا۔

"آپ نے کور کمانڈر انور بیگ صاحب کو سرٹیفکیٹ بنا کر دیا تھا..."

"وہ میرے مریض ہیں... انہیں جس سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہو گی، میں انہیں دوں گا... کیا یہ کوئی قابل اعتراض بات ہے۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"جی نہیں... لیکن آپ قانونی طور پر اس بات کے پابند ہیں کہ غلط سرٹیفکیٹ نہ دیں۔"

"کیا آپ کے خیال میں میں نے انہیں غلط سرٹیفکیٹ دیا ہے۔"

"ہاں! یہ ہمارا خیال نہیں... بلکہ اس بات پر ہمیں یقین ہے۔"

"اچھا... ذرا بتائیں۔"

"آپ نے چند روز پہلے انہیں سرٹیفکیٹ بنا کر دیا ہے کہ انہیں سرسام ہو گیا ہے... اسی بنیاد پر انہوں نے عدالت میں حاضری نہیں دی... یعنی آپ کا سرٹیفکیٹ وکیل کے ذریعے پیش کر دیا۔"

"ہاں تو پھر... انہیں سرسام ہو گیا تھا، میں نے لکھ کر دے دیا... اس میں غلط بیانی کیسے ہو گئی۔" اس نے جل کر کہا۔

"اس میں غلط بیانی اس طرح ہو گئی کہ انہیں سرے سے سرسام ہوا ہی نہیں تھا۔"

"حد ہو گئی... ڈاکٹر میں ہوں یا آپ۔"

"آپ... ویسے تھوڑا بہت ڈاکٹر ہر شخص ہوتا ہے۔"

"حد ہو گئی... آپ کی بات کی کوئی تک بھی ہے۔"

"آپ تک کی بات چھوڑیں... ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس روز انور بیگ کو سرسام نہیں ہوا تھا۔" محمود نے پرزور لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔" اچانک اس کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آئے... شاید اسے خیال آگیا تھا کہ وہ اس وقت محکمہ سراغرسانی کے لوگوں سے بات کر رہے تھا۔

"یہ ہم اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ والے پڑوسی... سب سے زیادہ ملنے جلنے والے پڑوسی... اس روز ان کے ہاں گئے تھے... وہ بالکل ٹھیک تھے... اگر انہیں سرسام ہوا ہوتا تو یہ بات انہیں ضرور بتائی جاتی... لیکن ایسا نہیں ہے... اس کا بیان ہے کہ وہ بالکل ٹھیک تھے... یعنی جس روز انہیں عدالت میں پیش ہونا تھا، اسی روز وہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ گپ شپ لگا رہے تھے... یہ کیا بات ہوئی۔"

"یہ بات یہ ہوئی کہ سرسام انہیں بہت معمولی قسم کا تھا۔"





"آپ نے سرٹیفکیٹ میں لکھا ہے کہ ان کی حالت بہت خراب ہے۔"

"لڑکے کے چہرے کا رنگ اڑ گیا... پھر وہ سنبھل کر بولا:

"اصل میں سرسام ایسا ہی مرض ہے... پل میں تولہ پل میں ماشہ... وقتی طور پر آدمی ٹھیک ہو جاتا ہے... اور اچانک حالت خراب۔"

"لیکن اس سے ایک روز پہلے، اس روز اور اس روز کے ایک دن بعد بھی ان کی طبیعت بالکل کسی حد تک بھی اب نہیں رہی... یہ ان کے قریب ترین پڑسیوں کا بیان ہے... اس لیے کہ ان کا ان کے گھر ہر وقت آنا جانا ہے... لہٰذا یہ رہا نوٹس... آپ کو بھی کل عدالت میں پیش ہونا ہے۔" یہ کہتے ہوئے محمود نے عدالتی نوٹس اچانک اس کے سامنے رکھ دیا۔

نوٹس کو دیکھ کر وہ گھبرا گیا... پھر اس نے کہا:

"آجاؤں گا..."

وہ اٹھ کر باہر آگئے... اور فوراً ایکس چینج سے رابطہ کیا، اپنا نام بتاتے ہوئے محمود نے کہا:

"سنیے... ابھی ابھی ڈاکٹر اے آر بھاوانی کور کمانڈر انور بیگ کو فون کریں گے... ہمیں وہ بات چیت ریکارڈ حالت میں چاہیے۔"

"اچھی بات ہے۔"

ایکس چینج میں ان کے خاص آدمی کی ڈیوٹی تھی... اس کا

کام ہی یہ تھا... ان کے اس قسم ام انجام دینا... چنانچہ جلد ہی
ان گفتگو کی ٹیسٹ مل گئی۔ یہ چند مختصر سے جملے تھے... ان
باہر نکلنے کے ایک منٹ بعد ہی ڈاکٹر بھاوانی نے انور بیگ کو فون کیا
تھا کہا تھا:
"بیگ صاحب... وہ لوگ یہاں بھی پہنچ گئے... انہوں نے
جان ہے کہ میں نے آپ کو جعلی سرٹی فیکیٹ دیا تھا، اس روز
آپ نہیں ہوا تھا۔"
"یہ انہوں نے کیسے معلوم کرلیا" انور بیگ کی حیرت زدہ
آواز ن دی۔
"آپ کسی پڑوسی سے، اس گھرانے کا آپ کے ہاں
بہت آنا جانا... اس روز بھی وہ لوگ آپ کے گھر کے موجود
تھے آپ لو کے گھر میں موجود تھے... اور ان کے سامنے
بالکل نہیں پ بیمار ہیں... بلکہ آپ بالکل خوش و خرم ان
تھے بات کرتے رہے... آپ کو یہ بات مجھے بتانا چاہیے
ب آپ کے ساتھ میں بھی پھنس گیا ہوں۔"
"نہ آپ پھنسے ہیں، نہ میں.... آپ کو فکر کرنے کی کوئی
ت نہیں۔"
لیکن وہ مجھے عدالت میں حاضری کا نوٹس دے گئے ہیں۔"
"کب پیش ہونا ہے... مجھے تو کوئی نوٹس ملا نہیں۔"
"کل کی تاریخ ہے اس پر۔"

"میرا وکیل پہنچ جائے گا پ فکر نہ کریں۔"
"آپ کہتے ہیں تو نہیں کر... لیکن آخر یہ معاملہ کیسے ختم
ہوگا۔"
"میں خود ختم کرلوں گا... آپ کو پریشان ہونے کی
ضرورت نہیں... آپ لمبی تان کر سو جائیں... کل آپ دیکھ ہی لیں
گے... کہ وہ اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔"
"اچھی بات ہے... یونہی سہی۔" ڈاکٹر کی آواز سنائی دی اور
پھر سر کی آواز سنائی دینے لگی... گویا گفتگو ختم ہو گئی تھی۔
"اس سے یہ بات تو ہو گئی ثابت کہ اس نے جھوٹا سرٹی
فیکیٹ دیا تھا... اور ہم عدالت کے سامنے یہ چیز لائیں گے... سوال
یہ ہے اب وہ کیا کریں گے۔"
"یہ کل عدالت میں معلوم ہوگا۔"
دوسرے دن وہ عدالت میں پہنچے تو وہاں ڈاکٹر بھاوانی کے
ساتھ انور بیگ کو بھی دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے... اس کے چہرے پر
ایک طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

☆...☆...☆

ان کے وکیل نے عدالت کے سامنے معاملہ پھر سے رکھا اور وضاحت کرتے ہوئے کہا:

"گویا ڈاکٹر صاحب نے [illegible] سرٹیفکیٹ لکھ کر دیا تھا... اس طرح دونوں نے توہین عدالت کی ہے... لہٰذا نئے سرے سے سزا سنائی جائے۔"

جج صاحب نے پورے معاملے کو نئے سرے سے سنا... پڑھا، غور کیا اور پھر بولے:

"آپ دونوں کے حق میں بہتر یہ ہے کہ آپ دونوں عدالت سے معافی مانگ لیں.. اور سب انسپکٹر عاقل کھوڑو سے بھی۔"

"ٹھیک ہے جناب والا... ہم دونوں عدالت میں سب کے سامنے مانگنے کے لیے تیار ہیں۔"

"کیا واقعی۔" جج صاحب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں! بالکل۔" اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے... وہ یہاں موجود ہیں... ان سے معافی مانگ لیں۔"



دونوں سب انسپکٹر عاقل کھوڑو کی طرف مڑے... اور ان سے مخاطب ہوئے:

"میں معافی چاہتا ہوں۔"

"اور میں بھی۔" ڈاکٹر نے کہا۔

"او کے... کوئی بات نہیں۔" سب انسپکٹر زبردستی مسکرایا.. اس لیے کہ یہ بات اس کے اور باقی لوگوں کے لیے عجیب تھی... ان سب کو امید تھی کہ دونوں کو جیل بھیج دیا جائے گا... لیکن اس معافی نے انہیں جیل جانے سے صاف بچا لیا تھا... وہ تھکے تھکے سے عدالت سے نکل آئے...

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں... ان دونوں نے معافی مانگ لی... بات ختم ہو گئی... اب سوال یہ رہ گیا کہ بے چارے فواد خان کو قتل کس نے کیا۔"

"اوہ ہاں! اس چکر میں ہم فواد خان کے کیس پر کام تو کر ہی نہیں سکے۔" فرزانہ چونکی۔

"تو اب شروع کر دو۔"

"لاش سب انسپکٹر کھوڑو کو ملی تھی... لہٰذا ہم ابتدا ابھی ان سے ہی کیوں نہ کریں۔"

"جو جی میں آئے کرو... کھلی چھٹی ہے۔"

"گویا آپ ہمارا ساتھ نہیں دیں گے۔"

"نہیں... مجھے اور بہت کام ہیں... تاہم ضرورت محسوس

ہو تو فون کر دینا۔"

"جی اچھا... پہلے ہم عاقل کھوڑو سے مل رہیں پھر۔"

"اوکے۔" وہ مسکرائے۔

عدالت سے ہی ان کے راستے الگ ہو گئے تھے... اس لیے اب وہ ان سے الگ ہوئے اور عاقل کے پولیس اسٹیشن پہنچے... لیکن وہ پولیس اسٹیشن نہیں آیا تھا... گویا عدالت سے سیدھے اپنے گھر چلا گیا تھا... اب انہوں نے اس کے گھر کا رخ کیا... وہ انہیں دیکھ کر مسکرایا۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ یوں معافی مانگ لیں گے اور جج صاحب بھی فوراً انہیں بری کر دیں گے۔"

"ایسا بھی ہوتا ہے... اب اس بات کو ذہن سے نکال دیں:: یہ بتائیں... فواد خان کی لاش کہاں سے ملی تھی آپ کو... لاش ملنے کے بعد آپ نے اس سلسلے میں کیا کیا۔" محمود نے اس سے کہا۔

"توبہ ہے... کیا کیا کی لائن لگادی۔" فاروق بول اٹھا۔

"غلط کہہ گئے... اصل لائن تو تم نے لگائی ہے۔" فرزانہ بھنا اٹھی۔

"مذاق کو پھر کسی وقت پر اٹھا رکھو بھئی... میں اس وقت بہت سنجیدہ ہوں۔" محمود جل بھن کر بولا۔

"اٹھا رکھنے کی کیا ضرورت ہے... پڑا رہنے دو۔"

"لاش کرکٹ گراؤنڈ کے بیچ پڑی پائی گئی تھی... بچے کرکٹ کھیل رہے تھے... ان کی گیند گراؤنڈ کے پچھلے حصے میں جا کر گری...





ان میں سے ایک اپنی گیند اٹھانے اس طرف گیا... وہاں گھنے درخت ہیں... ان درختوں کے درمیان گیند کے پاس پہنچا تو دھک سے رہ گیا... وہاں ایک عدد لاش پڑی تھی اور اس میں کچھ بو پیدا ہو چکی تھی گویا کم از کم ایک دن پہلے اس کی موت واقع ہو چکی تھی... اس نے دوسروں کو بلایا... پھر وہ لڑکے میرے پاس پہنچ گئے اور لاش کے بارے میں بتایا... لاش شناخت نہ ہو سکی... نہ اس کے کپڑوں سے کوئی شناختی کارڈ وغیرہ نکلا... شکل و صورت بالکل بگاڑ دی گئی تھی... لہٰذا اخبارات وغیرہ میں تصویر دینے کا بھی کوئی فائدہ نہیں تھا... چنانچہ لاش کو اٹھا کر مردہ خانے لے آیا... اور میں کیا کر سکتا تھا۔"

"مطلب یہ کہ اس کے کپڑوں سے کسی قسم کی کوئی چیز نہیں ملی۔"

"سوائے ایک چیز کے۔" سب انسپکٹر مسکرایا۔

"اور وہ کیا؟"

"ایسا محسوس ہوتا ہے... قتل کرنے والے یا والوں نے اس کی خوب اچھی طرح تلاشی لی تھی... اور اسے خوب اچھی طرح کچلا تھا... تاکہ کوئی اسے شناخت نہ کر سکے اور اس کی کسی چیز کو دیکھ کر پہچان نہ لے۔"

"ان حالات میں کیسے کوئی چیز مل گئی۔"

"وہ چیز کوئی ایسی چیز ہے... جو انہیں نظر نہیں آئی ہو گی... وہ صرف ایک تنکا تھا... دانت کریدنے کا تنکا... جسے خلال کہتے ہیں..

اس کی ایک جیب سے مجھے وہ تنکا ملا تھا... تنکا ہوتا کتنا سا ہے... جیب کے نچلے حصے میں لپٹا ہوا تنکا قاتل کی انگلیوں کو محسوس نہ ہوا... ہوا بھی ہوگا تو اس کی بھلا کیا اہمیت تھی... بہر حال مجھے صرف وہ ایک تنکا ملا تھا۔"

"اور آپ نے اس تنکے کو پھینک دیا۔"

"نہیں... میں نے ایسا نہیں کیا تھا... بہت مشکل سے تو ایک تنکا ملا تھا، اس کو بھی پھینک دیتا۔"

"وہ تنکا کہاں ہے۔"

"ہائیں! کیا آپ اس تنکے کو بھی دیکھیں گے۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیا کیا جائے... مجبور ہیں... اس قسم کے کیسوں میں کوئی معمولی سے معمولی چیز بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی... خود آپ نے بھی تو یہی کیا ہے۔"

"م... میں نے... میں نے کیا کہا ہے۔"

"مطلب یہ کہ تنکے کو نظر انداز نہیں کیا۔"

"اس کی وجہ ہے۔" وہ مسکرایا۔

"چلیے پھر وجہ بھی بتا دیں۔"

"میرے استاد نے مجھے بتایا تھا کہ قتل جیسے کیسوں میں بعض اوقات معمولی سے معمولی چیز بہت اہم ثابت ہوتی ہے... لہٰذا موقع واردات سے جو چیز بھی ملے... اس کو ریکارڈ میں شامل کرنا چاہیے۔"





"واقعی یہ ایک قیمتی بات ہے... ہم نے اب تک یہی بات سیکھی ہے اور اس ایک بات کی وجہ سے ہم نے کئی کیس حل کیے ہیں۔"

"بہت خوب! ہم وہ تنکا پولیس اسٹیشن سے لے لیں گے۔"

"اس کا ایک سرا ٹوٹا ہوا تھا اور وہ ٹوٹا ہوا سرا اس کے دو دانتوں کے درمیان پھنسا ہوا نظر آیا تھا۔"

"یہ بھی کوئی خاص بات نہیں... دانت کریدنے والے لوگ کے دانتوں میں خلال عام طور پر ٹوٹ جاتا ہے۔"

"میں نے تو یہ بات ایسے ہی کہہ دی... ویسے مجھے ایک خیال آیا تھا۔"

"اور وہ کیا جناب؟"

"یہ کہ اسے زہر دے کر مارا گیا ہے... پھر اس کی شکل و صورت کو بگاڑا گیا۔"

"زہر..." وہ چونکے۔

"جی ہاں! زہر۔" اس نے کہا۔

"کیا آپ نے لاش کا پوسٹ مارٹم کرایا تھا۔"

"بالکل کرایا تھا... لیکن پوسٹ مارٹم کی رپورٹ میں زہر کا ذکر نہیں ہے... اس کے مطابق اس کو گلا گھونٹ کر مارا گیا تھا۔"

"اوہ... اچھا... اب تک تو نسرین کے رشتے داروں نے لاش کو دفنا دیا ہوگا، ورنہ ہم اس کے گلے کا جائزہ لیتے۔"

"یہ کام میں نے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ ملنے کے بعد کیا تھا۔" وہ مسکرایا۔

"اوہو... اچھا تو پھر؟"

"گلا دبانے کے کوئی آثار نہیں تھے... جن لوگوں کو گلا گھونٹ کر مارا جاتا ہے... ان کی آنکھیں باہر کو ابل آتی ہیں... اور زبان منہ سے باہر نکل آتی ہے... لیکن فواد خان کی لاش میں یہ دونوں باتیں نہیں تھیں... تاہم پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مقابلے میں میری بات کی بھلا کیا اہمیت ہو سکتی تھی... نہ میں نے اس بات کا کسی سے ذکر کیا... یہ تو آپ کے سوالات کرنے پر یاد آیا۔"

"ہوں اچھا... اب ہم چلیں گے... پہلے ہم تھانے سے وہ تنکا وصول کریں گے... آپ ذرا اپنے ماتحت کو فون کر دیں کہ وہ تنکا کہاں ہے۔"

"اچھی بات ہے۔"

وہ پولیس اسٹیشن پہنچے... وہاں سے تنکا لیا، اس کا اوپر والا سرا واقعی ٹوٹا ہوا تھا... محمود نے اس کو ایک کاغذ میں لپیٹ کر جیب میں رکھ لیا... پھر وہ فواد خان کی گھر پہنچے... نسرین بیگم نے اداس انداز میں ان کے لیے دروازہ کھولا اور انہیں کمرے میں لے آئی۔

"ایسا لگتا ہے... جیسے فواد خان کے دفن کے بعد آپ کے ہاں زیادہ لوگ نہ رہ گئے ہوں۔"

"جی ہاں! غریبوں کے ہاں کون ٹھہرتا ہے... کون آتا ہے،





پھر بھی اندر کچھ رشتے دار موجود ہیں۔"

"کیا فواد خان خلال کرنے کے عادی تھے... میرا مطلب ہے... وہ کھانے کے بعد تنکے سے دانت کریدنے کے عادی تھے۔"

"ہاں! وہ ہر کھانے کے بعد خلال کیا کرتے تھے... اور کہا کرتے تھے... خلال کرنے سے دانت گلتے سڑتے نہیں ہیں... کیڑا لگنے سے محفوظ رہتے ہیں اور منہ سے بدبو نہیں آتی... پھر سب سے بڑی بات یہ کہ یہ ہمارے نبی ﷺ کی سنت مبارک ہے... اس پر عمل کرنے سے ثواب الگ ملتا ہے۔"

"ہاں! یہ تو بالکل ٹھیک بات کہتے تھے وہ... خود ہم بھی خلال کرتے ہیں۔"

"اور میں بھی کرتی ہوں۔" وہ مسکرائیں۔

"آپ کے خیال میں یہ کام کس کا ہو سکتا ہے۔"

"میں حیرت زدہ ہوں، اس لیے کہ ان کی تو کسی سے کوئی دشمنی نہیں تھی... نہ کسی سے کوئی لین دین کا جھگڑا تھا... نہ زمین جائیداد کا کوئی چکر... ایسے آدمی کو بھلا کسی کو قتل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" انہوں نے کہا اور رونے لگیں۔

"صبر کریں... صبر... یہ واقعی ایک عجیب ترین کیس ہے... ویسے آپ کا انور بیگ کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"ان پر تو شک کرنا فضول ہے... وہ مزے دار کھانوں کے بے حد شوقین ہیں... اس لیے انہوں نے اپنا باورچی فوج سے باہر سے

چنا تھا... اور ملازم رکھا تھا... فواد خان کو کھانے پکانے کا بہت تجربہ تھا... ان کے ہاتھ میں ذائقہ بہت تھا... لہٰذا جتنے آدمیوں کو انہوں نے انٹرویو کے لیے بلایا تھا، ان سب سے پسند کے کھانے پکوا کر دیکھے تھے... اور انہیں فواد کے کھانے سب سے زیادہ پسند آئے تھے، اس لیے انہوں نے فواد خان کو ملازم رکھ لیا تھا... فواد خان نے ہمیشہ ان کی بہت تعریف کی... کبھی کوئی بات ایسی نہیں بتائی کہ جس سے معلوم ہو... انور بیگ اسے اچھا نہیں سمجھتے یا وہ انور بیگ کو پسند نہیں کرتے، نہ ان کے گھرانے میں کوئی اور فرد ایسا ہے... جس کے بارے میں انہوں نے کبھی کوئی شکایت کی ہو... اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو وہ ذکر ضرور کرتے۔"

"وہ رات کو کھانا کہاں کھاتے تھے.. اپنے گھر آکر یا وہیں۔"

"رات کا کھانا وہ وہیں کھاتے تھے.. میں اپنا کھانا بنا لیتی تھی، البتہ صبح کا ناشتا وہ ضرور میرے ساتھ کرتے تھے اور ناشتا انہیں بہت زیادہ صبح سویرے کرنا پڑتا تھا... کیونکہ انہیں وہاں جا کر ان لوگوں کا ناشتا تیار کرنا ہوتا تھا۔"

"اور دوپہر کا کھانا۔"

"دوپہر کا کھانا بھی وہیں کھاتے تھے... گھر تو بس وہ رات کو ہی آتے تھے... درمیان میں کافی فاصلہ ہے... اور ویگن پر آنے جانے میں دو گھنٹے لگ جاتے ہیں۔"

"ہوں اچھا ٹھیک ہے... دانت کریدنے والی ڈبی ان کی



کہاں ہے۔"

"ان کے کمرے میں... ویسے وہ ایک ڈبی انور بیگ کے باورچی خانے میں بھی رکھتے تھے۔"

"شکریہ... آپ یہاں والی ڈبی دکھا دیں ذرا۔"

"کیوں... کیا اس میں بھی کوئی چکر ہے۔"

"ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔"

"خیر۔" یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور اندر سے تنکوں کی ڈبی اٹھا لائیں...

انہوں نے ڈبی کے تنکوں کو غور سے دیکھا... پھر کاغذ میں پھنسا ہوا تنکا نکال کر ان تنکوں کے مقابلے پر رکھا۔

"ارے یہ کیا... تنکا۔"

"ہاں! تنکا... یہ فواد خان کی جیب سے ملا تھا اور کوئی چیز اس کی جیبوں سے نہیں ملی۔"

"لیکن بھلا اس تنکے سے آپ کیا معلوم کریں گے۔"

"ہمیں خود معلوم نہیں... ویسے لگتا ہے... یہ تنکا اس ڈبی کا نہیں ہے..."

"تنکے تو قریب قریب ایسے جیسے ہی معلوم ہوتے ہیں۔" نسرین بیگم نے حیران ہو کر کہا۔

"نہیں... ہر کمپنی کی ڈبی الگ ہوتی ہے... اور تنکوں میں کسی حد تک فرق ضرور ہوتا ہے۔"

"خیر... آپ کا شکریہ۔"

وہ وہاں سے نکل آئے اور سیدھے انور بیگ کی کوٹھی پہنچے... اس وقت انور بیگ گھر پر نہیں تھے... دستک کے جواب میں ملازم باہر آیا تو اس نے یہی بتایا...

"کوئی بات نہیں... ہم بیگم صاحبہ سے مل لیں گے... کیا آپ نئے ملازم ہوئے ہیں۔"

"جی... جی نہیں تو... یہ کیسے کہہ دیا آپ نے۔"

"میرا مطلب ہے... شاید انور بیگ نے آپ کو فواد خان کی جگہ ملازم رکھا ہے۔"

"اوہ نہیں... فواد خان بے چارہ باورچی تھا... میں گھر کی صفائی اور دوسرے کاموں کے لیے ہوں۔"

"اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ آپ فواد خان کے ساتھی ہیں۔"

"ہاں! کیوں نہیں... اس کی موت پر میں بہت غمگین ہوں۔" اس نے کہا۔

انہوں نے دیکھا، وہ واقعی غمگین تھا۔

"آپ اس واقعے پر کوئی روشنی ڈال سکتے ہیں۔"

"جی روشنی... میں سمجھا نہیں۔"

وہ سمجھ گئے... ملازم زیادہ پڑھا لکھا نہیں ہے... چنانچہ محمود نے کہا۔





"ہمارا مطلب ہے... آپ اس بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں... جس روز فواد خان غائب ہوا، آپ نے اسے اس روز یہاں سے رخصت ہوتے تو دیکھا ہوگا... اس نے آپ سے کوئی بات کی تھی۔"

"نہیں، نہ میں نے اسے یہاں سے جاتے دیکھا، نہ اس نے مجھ سے کوئی بات کی... اس لیے کہ میں اس روز آیا ہی نہیں تھا... میری طبیعت خراب تھی۔"

"اوہ اچھا... اس سے ایک روز پہلے تو آپ آئے تھے نا۔"

"ہاں! بالکل... میں صرف اس روز نہیں آیا تھا... جس روز وہ بے چارہ غائب ہوا۔"

"خوب! اس سے ایک روز پہلے اس کی حالت کیا تھی... کیا وہ بہت پریشان یا فکر مند تو نظر نہیں آیا تھا۔"

"ہرگز نہیں... وہ بالکل ٹھیک تھا... ہم ہنستے بولتے، ہر کام معمول کے مطابق کرتے رہے۔"

"گھر میں سب لوگ اسے پسند کرتے تھے یا کوئی ناپسند بھی کرتا تھا۔"

"آپ کا مطلب ہے... بیگ صاحب کے گھر میں؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں!" محمود فوراً بولا۔

"اسے کوئی ناپسند نہیں کرتا تھا اس کے کھانے اس قدر مزے دار ہوتے تھے کہ سب انگلیاں چاٹتے رہ جاتے تھے۔"

"آپ نے تو اسے راستے سے نہیں ہٹا دیا۔" فاروق مسکرایا۔

"ارے باپ رے... میں آپ کو ایسا نظر آتا ہوں۔"

"کچھ لوگ نظر کچھ آتے ہیں... ہوتے کچھ ہیں۔"

"میں ایسا نہیں ہوں... جو نظر آ رہا ہوں... ہوں بھی ویسا ہی۔"

"انور بیگ کے علاوہ اس گھر میں اور کون رہتا ہے..."

"بیگم صاحبہ... ان کے چار بچے... اور صاحب کے چھوٹے بھائی۔"

"چلیے ان کے نام بھی ذرا بتا دیں۔"

"ہاں ضرور... انور بیگ صاحب کے چھوٹے بھائی کا نام خاور بیگ ہے... ان کے بڑے بیٹے کا نام نصرت بیگ... دوسرے بیٹے کا نام بشارت بیگ، بڑی بیٹی کا نام تاج بی بی، دوسری بیٹی کا نام آرزو بی بی ہے... بیگم صاحبہ کا نام عظمت جہاں ہے۔"

"شکریہ... اب ہماری آمد کی اطلاع انہیں دیں ذرا اور ہاں، یہاں فواد خان کا کوئی کوارٹر تو نہیں تھا... اگر تھا تو ہم اس کو دیکھنا پسند کریں گے۔"

"نہیں... اس نے شروع سے ہی یہ کہہ دیا تھا کہ وہ رات کو یہاں نہیں رہا کرے گا... بلکہ اپنے گھر چلا جایا کرے گا... صبح سویرے ڈیوٹی پر آ جایا کرے گا۔"

"شکریہ... آپ اندر اطلاع کریں۔"



"پہلے میں آپ لوگوں کو ڈرائنگ روم میں تو بٹھا دوں۔"

"نہیں پہلے انہیں اطلاع دیں... اگر وہ اجازت دیں تب آپ ہمیں بٹھائیں۔" محمود نے کہا۔

"اوہ اچھا۔" وہ بولا اور اندر چلا گیا... جلد ہی اس کی واپسی ہوئی... پھر وہ انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر یہ بتاتا ہوا چلا گیا:

"صاحب آ رہے ہیں، ابھی ابھی آئے ہیں"

"ہمیں تو سب سے ہی ملنا ہے۔"

"یہ آپ ان سے کہیے گا۔"

"اوہ اچھا۔"

اس کے جانے کے کوئی پانچ منٹ بعد قدموں کی آواز ابھری... انور بیگ فوجی انداز میں ایڑیاں بجاتے اندر داخل ہوئے اور ناخوش گوار انداز میں بولے:

"اب آپ کس لیے آئے ہیں... ہم نے معافی تو مانگ لی ہے۔"

"اب ہم فواد خان کے سلسلے میں آئے ہیں۔"

"کیا مطلب... اس قتل سے ہمارا کیا تعلق۔" اس نے چونک کر کہا۔

"یہی جاننے کے لیے آئے ہیں۔"

"کیا... یہ آپ نے کیا کہا۔"

"ہم جاننا چاہتے ہیں... اس قتل سے تو آپ کا کوئی تعلق

ہے یا نہیں۔"

"ہرگز کوئی تعلق نہیں... فواد تو ہمارا پسندیدہ ملازم تھا... اس کے بعد تو اب کھانوں کا مزا ہی نہیں رہا... اگرچہ ہم نے فوری طور پر نئے باورچی کا انتظام کیا ہے۔"

"جس روز فواد خان غائب ہوا... پانچ تاریخ تھی... اور بدھ کا دن تھا... وہ اس روز صبح سویرے اپنی ڈیوٹی پر آئے تھے؟"

"ہاں بالکل وقت پر اور رات کو بالکل وقت پر چلا گیا تھا... لیکن اس رات وہ گھر پر نہیں پہنچا تھا... گھر پہنچنے کا وقت گزرنے کے ایک گھنٹے بعد اس کی بیوی کا فون آیا تھا... کہ فواد خان ابھی تک نہیں پہنچے.. تب میں نے اسے بتایا تھا کہ وہ تو اپنے وقت پر یہاں سے جا چکا ہے... اس کے بعد پھر دو گھنٹے بعد اس کا فون آیا کہ فواد خان نہیں پہنچا.. تو ہم سب پریشان ہو گئے... میں جیپ میں اس کی تلاش میں نکلا... اس کے گھر تک گیا... اس کی بیوی کو بتایا کہ میں تمام راستے دیکھ آیا ہوں، اس نے بھی اپنے رشتے داروں کی طرف معلوم کیا... اس طرح جب دوسرے دن تک اس کا کوئی پتا نہ چلا تو ہم نے پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کرائی... ادھر میں نے فوجی علاقے میں رپورٹ درج کرائی... کیونکہ بہر حال اس بات کا بھی امکان تھا کہ کہیں اس علاقے میں وہ کسی حادثے کا شکار نہ ہوا ہو... یا کسی نے اپنی اس سے کوئی دشمنی نہ نکال لی ہو۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔





"نیا ملازم آپ کو کہاں سے مل گیا..."

"اخبار میں اشتہار دیا تھا۔" انہوں نے بتایا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونک اٹھے۔

"کیوں... اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔"

"آپ نے اس قدر جلد اخبار میں اشتہار دے دیا... کہ ایک باورچی کی ضرورت ہے... گویا آپ کو یقین تھا کہ اب فواد خان نہیں ملے گا۔"

"تین دن تک جب وہ نہ ملا... تو میں نے اخبار میں اشتہار دیا تھا... اسی روز یہ نیا ملازم انٹرویو دینے کے لیے آ گیا... اور میں نے اسے رکھ لیا... کوئی امتحان وغیرہ نہیں لیا اس کا... اس لیے کہ خیال تھا... کہ فواد خان کے ملتے ہی اسے فارغ کر دوں گا اور اسے ملازم رکھتے وقت یہ بات کہہ بھی دی تھی۔"

"ہوں اچھا خیر... ہم ذرا باورچی خانہ دیکھنا چاہتے ہیں آپ کا... اور گھر کے باقی افراد سے بھی ملنا چاہتے ہیں۔"

"آخر کیوں... اور یہ کہ آپ ہیں کون... آپ کا کیا سرکاری عہدہ ہے۔"

"اگر آپ یہ سوال کریں گے تو پھر ہمارے والد آ جائیں گے... وہ یہ کام کریں گے... فی الحال آپ ہمیں ان کا نمائندہ تسلیم کر لیں۔"

وہ سوچ میں ڈوب گئے... پھر بولے:

"اچھی بات ہے... اگرچہ میں انہیں بھی اپنا گھر دکھانے سے انکار کرسکتا ہوں۔"

"اس صورت میں وہ تلاشی کے وارنٹ لے آئیں گے۔"

"آپ جانتے نہیں... ہم فوجی آفیسر ہیں۔" اس نے ناخوش گوار انداز میں کہا۔

"ہاں! کیوں نہیں... بالکل جانتے ہیں... لیکن یہ معاملہ ایک انسان کے قتل کا ہے اور آپ کا اس قتل سے تعلق بھی ہوسکتا ہے۔"

"حد ہوگئی... خیر میں آپ کو اپنے گھر کے افراد سے ملادیتا ہوں اور گھر بھی دکھادیتا ہوں۔"

"بہت بہت شکریہ.. دراصل ہم ایسا کرنے پر مجبور ہیں.."

"کوئی بات نہیں۔" وہ بھی مسکرادیے۔

پھر وہ انہیں ساتھ لیے ایک کمرے میں آئے... وہاں ان جیسی شکل وصورت والا ایک نوجوان آدمی موجود تھا... اور کسی کتاب کے مطالعے میں غرق تھا۔

"یہ میرے چھوٹے بھائی ہیں... خاور بیگ۔"

ادھر خاور بیگ نے نظریں اٹھائیں... ایسے میں ان کی نظریں اس کتاب پر پڑیں... جس کو وہ پڑھ رہا تھا۔

انہیں ایک زوردار جھٹکا لگا۔

☆...☆...☆





# سات بجے

"کیا ہوا، خیر تو ہے، آپ اس قدر زور سے کیوں چونکے۔" انور بیگ نے حیران ہو کر کہا۔

"جی بس یونہی... عادت سی پڑگئی ہے چونکنے کی ہمیں... ہم تو اب بات بات پر چونکتے ہیں۔" محمود گڑبڑا کر کہا۔

"سچ پوچھیے تو بات بے بات چونکنے لگے ہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"آپ کی آپ جانیں... میں نے سنا ہے کہ آپ لوگ باتیں بنانے کے بہت بڑے ماہر ہیں۔" انور بیگ نے منہ بنایا۔

"آیئے چلیں..."

"کیوں... میرے بھائی سے آپ کو کچھ نہیں پوچھنا۔"

"جی نہیں... بس انہیں دیکھ لیا... یہی کافی ہے۔"

"گویا آپ نہیں بتائیں گے... آپ کیوں چونکے تھے۔"

"اس کتاب کو دیکھ کر۔" آخر محمود نے بتادیا۔

"کیوں... اس کتاب میں ایسی کون سی بات ہے۔"

"یہ ایک غیر مسلم کی کتاب ہے... اسلام کے خلاف لکھی گئی

کتاب... ہماری لائبریری میں یہ کتاب موجود ہے۔"

"لیکن اس میں چونکنے کی کیابات ہے... اگر یہ کتاب آپ کی لائبریری میں ہو سکتی ہے تو ہمارے گھر میں کیوں نہیں ہو سکتی۔" انور بیگ نے جل کر کہا۔

"ہمارے والد صاحب کو تو کئی مرتبہ مناظرانہ انداز میں غیر مسلموں کو ہدایات دینا پڑتی ہیں... اس لیے انہیں ایسی کتابیں رکھنا پڑتی ہیں۔"

"اور میرے بھائی پوری دنیا کے مذہبوں پر تحقیقات کر رہے ہیں... اس لیے اس کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔" انور بیگ مسکرا کر کہا۔

"اوہ! تب تو ٹھیک ہے۔"

"آئیے... آپ تو بلاوجہ دوسروں پر شک کرنے کے عادی معلوم ہوتے ہیں۔" انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

"آپ پہلے ہمیں باورچی خانہ دکھا دیں... اس لیے کہ بے چارے مقتول کا تعلق تو باورچی خانے سے تھا۔"

"ہاں! آئیے۔" وہ بولے۔

پھر وہ باورچی خانے میں داخل ہوئے... انہیں یوں لگا جیسے باورچی خانے کی ہر چیز اداس ہو... یوں وہاں ہر چیز ترتیب سے موجود تھی... فرزانہ کی نظریں دانت کریدنے والے تنکوں کی ڈبی پر پڑی تو اس نے فوراً اس ڈبی کو اٹھالیا اور بولا:





"محمود... ذرا وہ تنکا دکھانا۔"

"کون سا تنکا؟" انور بیگ بولے۔

"خلال... یعنی ٹوتھ پک... مرنے والے کی جیب سے ہمیں صرف اور صرف ایک تنکا ملا ہے... دانت کریدنے والا تنکا۔"

"کک... کیا مطلب... یہ کیابات ہوئی۔"

"یہ ذرا جاسوسی قسم کی بات ہے... شاید آپ کے پلے نہ پڑے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"میں اب اکتاہٹ محسوس کر رہا ہوں... کیا آپ مجھے جلد فارغ نہیں کر سکتے۔"

"آپ ہمارے ساتھ ملازم کو کر دیں اور خود آرام کریں۔"

"یہی مناسب رہے گا، میں ملازم کو بھیج رہا ہوں... جب آپ جانے لگیں تو مجھے بتا دیجئے گا۔"

"اوکے... ضرور بتا دیں گے۔"

ان کے جانے کے بعد انہوں نے تنکوں کا مقابلہ کیا... ڈبی میں پائے جانے والے تنکے بالکل اس جیسے تھے... ان میں کوئی فرق نہیں تھا۔"

"گویا جیب سے ملنے والا تنکا اس ڈبی سے لیا گیا تھا... اور اس کا اوپر والا حصہ ٹوٹا ہوا ہے... وہ دانت میں پھنس گیا ہوگا... لیکن سوال یہ کہ ہے اب ہم اس تنکے کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں... وہ بھی ہاتھ دھو کر۔" فاروق نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کی وجہ ہے... ہمیں اس تنکے کے سوا ملا ہی کیا ہے۔"

"شاید اس کیس میں ہم کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکیں گے... لہٰذا کیوں نہ ابا جان کو آواز دیں۔"

"ابھی نہیں... محمود تم ذرا انکل اکرام کو فون کرو... وہ اپنا ایک ماتحت ذرا یہاں بھیج دیں۔" فرزانہ نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔

"کیوں... اب انکل اکرام کے ماتحت کی کیا ضرورت پیش آ گئی۔"

"مجھے ایک خیال گزرتا ہے... اس کی تصدیق کرانا چاہتی ہوں۔"

"خدا کا شکر ہے.. کہ تمہیں دو خیال نہیں گزرے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

وہ مسکرا اٹھے... محمود اکرام کو فون کرنے لگا...

"اس ڈلی میں سفید سفید سا سفوف محسوس ہوتا ہے۔" اچانک محمود کے منہ سے نکلا۔

انہوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا... اس کے ہاتھ میں وہی تنکوں کی ڈلی تھی۔

"سفوف... سفوف کا اس ڈلی میں کیا کام۔"

"اور اب میں بھی وہی بات سوچ رہا ہوں... جو فرزانہ سوچ رہی ہے۔"

"کک... کیا مطلب؟" فاروق نے حیران ہو کر ان کی





طرف دیکھا۔

"تمہاری عقل میں نہیں آئے گی بات... تم ٹھہرے موٹی عقل والے۔"

"کیا واقعی۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"کس بات پر اتنے حیران ہو۔" فرزانہ نے بھی حیران ہو کر کہا۔

"یہ سن کر حیرت ہوئی ہے کہ میری عقل موٹی ہے..." فاروق مسکرایا۔

"حالانکہ تمہیں اس بات پر حیرت کی بجائے افسوس ہونا چاہیے... شرمندگی ہونی چاہیے۔" محمود بول اٹھا۔

"کوشش کروں گا۔"

"کس بات کی کوشش کرو گے۔"

"یہ کہ اس بات پر مجھے افسوس اور شرمندگی محسوس ہو۔"

عین اسی وقت نیا ملازم اندر داخل ہوا... اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر انہیں ایک عجیب سا احساس ہوا... اس کی ڈاڑھی عجیب سی تھی... بس ٹھوڑی پر بال تھے... وہ بھی چھوٹے چھوٹے... باقی جگہوں پر گویا شیو کی گئی تھی...

"آپ کا نام۔"

"میں بشیر ظاہر ہوں۔"

"تو آپ ہیں یہاں کے نئے باورچی... آپ اخبار میں اشتہار

دیکھ کر آئے تھے۔"

"ہاں! بالکل۔"

"شکریہ... اشتہار کون سے اخبار میں چھپا تھا بھلا۔"

"نوائے وطن میں۔"

"شکریہ... آپ کھانے پکانے کے ماہر ہیں..."

"خیال یہی ہے۔"

"پہلے کہاں ملازمت کرتے رہے ہیں۔"

"ایک ہوٹل میں۔"

"ہوٹل کا نام بتائیں۔"

"نوروز ہوٹل۔"

"پھر وہ ملازمت کیوں چھوڑی۔"

"ان کا اشتہار پڑھ کر یہاں آگیا... زیادہ تنخواہ کی وجہ سے یہاں ملازمت کر لی... پھر یہاں ہوٹل کی نسبت کام بھی کم ہے۔"

"ہوں... واقعی! اچھا اب ہم چلیں گے... آپ ذرا انور بیگ صاحب کو بتا دیں۔"

"جی اچھا۔"

انہیں بتا کر وہ باہر نکل آئے... پہلے گھر پہنچے اور لائبریری میں آئے... ان تاریخوں کے نوائے وطن دیکھے جن میں اشتہار ہونے کے بارے میں نئے ملازم نے بتایا تھا... اخبارات کو بغور دیکھنے پر بھی وہ اشتہار نظر نہ آیا۔





"یہ کیا بات ہوئی... اسے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی بھلا... وہ کہہ دیتا کہ انور بیگ صاحب نے ہوٹل کو فون کیا تھا... انہوں نے اسے بھیج دیا۔"

"جلدی میں جھوٹ بول گیا... جب کہ ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی... مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے ہوٹل نوروز کو فون کیا ہوگا... لیکن ساتھ میں کہا ہوگا کہ اس بارے میں کسی کو بتایا نہ جائے..."

"سوال یہ ہے کہ کیوں.. اس میں چھپانے کی کیا بات ہے۔"

"پتا نہیں... یہ بات الجھن میں ڈال رہی ہے۔"

"تو ڈالنے دو... ہمارا کیا جاتا ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"ارے اوہ... ہم نے انکل اکرام سے ایک ماتحت بھیجنے کی درخواست کی تھی۔"

"ارے... اسے تو ہم بھول گئے... وہ وہاں پہنچا ہوگا۔"

"دھت تیرے کی... اور وہاں سے وہ واپس دفتر چلا گیا ہوگا۔"

"ایک منٹ... میں فون کرتا ہوں۔"

ایسے میں دروازے کی گھنٹی بجی...

"فون کرنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ دروازے پر کون ہے۔"

وہ دروازے پر آئے... وہاں اکرام کا ماتحت موجود تھا...

اس کے چہرے پر ناراضی تھی...

"ہم معافی چاہتے ہیں۔"

"آپ اتنے بھلکڑ کب سے ہو گئے۔"

"کام میں الجھے ہوئے تھے.. بس بات ذہن سے نکل گئی۔"

"خیر... کیا حکم ہے۔"

"یہ لیبارٹری لے جائیں اور رپورٹ لے آئیں۔" محمود نے کاغذ میں لپٹا ہوا تنکا اس کی طرف بڑھا دیا... وہ لے کر چلا گیا...

ابھی اسے گئے ہوئے دو منٹ ہوئے تھے کہ فون کی گھنٹی بجی... محمود نے ریسیور اٹھایا تو دوسری طرف سے کوئی عورت گھبرائی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی...

"آپ... آپ لوگ جلدی آئیں... نہ جانے انہیں کیا ہو گیا ہے۔"

"کہاں آئیں... کن کی بات کر رہی ہیں۔" محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"میں مسز عاقل کھوڑو کی بات کر رہی ہوں... جلدی کریں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا:

"دوڑو... مسز عاقل کا فون تھا... ان کے ساتھ کوئی گڑبڑ ہے۔" محمود چلا اٹھا۔

"کیا!!!" دونوں بلند آواز میں بولے۔





اور باہر کی طرف دوڑ پڑے۔

"اوہو... کیا ہو گیا ہے۔"

"سب انسپکٹر عاقل کھوڑو خطرے میں ہیں امی جان۔"

"سب انسپکٹر کھوڑو... یہ کیا نام ہوا۔" وہ چلائیں۔

لیکن اتنی دیر میں وہ ہوا ہو چکے تھے... رفتار مسلسل بڑھاتے ہوئے آخر وہ عاقل کھوڑو کے گھر کے سامنے پہنچ گئے... دروازہ چوپٹ کھلا تھا... گھر کے صحن میں ایک عورت گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی رو رہی تھی... آس پاس کی چند عورتیں اس کے گرد جمع تھیں... انہوں نے دستک دی... وہ چونک کر دروازے کی طرف مڑیں:

"کیا بات ہے... ہم محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں۔"

"وہ... وہ... وہ مر گئے۔" ایک عورت بولی۔

"مر گئے... کون مر گئے۔"

"عاقل کھوڑو۔"

"نن نہیں۔"

پھر وہ ان کی اجازت سے اندر داخل ہوئے... اپنے کمرے میں عاقل کھوڑو بستر پر بالکل سیدھا لیٹا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں کھلی تھیں... منہ سے جھاگ بہہ کر ایک طرف چپک گیا تھا:

"زہر؟" فرزانہ بولی۔

"ہاں! کیا انہوں نے خودکشی کر لی۔"

"آپ بتائیں محترمہ... یہ کیسے ہوا۔"

"مجھے کچھ معلوم نہیں... تھوڑی دیر پہلے کوئی ان سے ملنے آیا تھا... یہ اسے اپنے کمرے میں لے گئے... کچھ دیر بعد مجھے خیال آیا کہ ملاقاتی کے لیے چائے وغیرہ کے لیے کیوں نہیں کہا... میں پوچھنے کے لیے دروازے پر گئی تو یہ اس حالت میں نظر آئے... اور بیرونی دروازہ بھی کھلا نظر آیا... گویا ملاقاتی جا چکا تھا... اور اپنا کام کر گیا تھا۔"

"کیا آپ نے ملاقاتی کو دیکھا تھا۔"

"نہیں... جب اس نے دستک دی تو وہ اٹھ کر دروازے پر چلے گئے تھے، میں اس وقت باورچی خانے میں کھانا پکا رہی تھی۔"

"لیکن انہوں نے ملاقاتی کو ڈرائنگ روم میں کیوں نہیں بٹھایا۔"

"ڈرائنگ روم کی حالت خراب ہے... مرمت کے قابل ہو گیا ہے... ہمارا پروگرام جلد ہی اس کی مرمت کرانے کا تھا۔"

"اوہ اچھا..."

انہوں نے اس کی نبض کو چھو کر دیکھا... وہ کافی دیر پہلے مر چکا تھا...

وہ سکتے میں آگئے... اور غور سے لاش اور کمرے کا جائزہ لینے لگے۔

"آنے والے کی آپ نے آواز بھی نہیں سنی تھی؟"

"نہیں... اس نے گھنٹی بجائی تھی... کھوڑو صاحب دیکھنے کے لیے باہر چلے گئے... پھر وہ اسے اندر لے آئے۔"



"ایک منٹ... آپ کو کیسے پتا چلا... کہ وہ اسے اندر لے آئے۔"

"صحن سے گزر کر جب وہ اندر داخل ہوئے تو میں نے انہیں کہتے سنا تھا... آئیے جناب... آئیے... آپ نے کیوں زحمت کی... آپ مجھے بلا لیتے... پھر انہوں نے اپنے کمرے کا دروازہ بند کر لیا... ادھر میں کھانا تیار کر رہی تھی اور اس انتظار میں تھی کہ وہ آکر مجھے بتائیں گے کہ مہمان کے لیے کیا کیا تیار کرنا ہے... لیکن جب وہ نہ آئے... تو میں نے باہر نکل کر دیکھا... مجھے دروازہ کھلا نظر آیا اور وہ بستر پر لیٹے نظر آئے۔" یہ کہہ کر وہ ایک بار پھر رونے لگی۔

"آپ مہمان کے آنے کے کتنی دیر بعد باہر نکلیں۔"

"صرف پانچ منٹ بعد... لیکن اتنی دیر میں وہ اپنا کام کر کے جا بھی چکا تھا۔"

"اور وہ ٹھیک کتنے بجے آیا تھا؟"

"سات بجے... ہاں بالکل ٹھیک سات بجے۔" وہ بولیں۔

ایسے میں فرزانہ تیزی سے فرش پر جھکی... اس نے بستر کے نیچے پڑی کوئی چیز اٹھالی۔

☆...☆...☆

# عقل کے ناخن

وہ پیتل کی بنی ہوئی کوئی گول سی چیز تھی... اندر سے کھوکھلی تھی...

"یہ کیا چیز ہے... کیا یہ آپ کی ہے۔"

عاقل کھوڑو کی بیوی نے اس گول چیز کو حیران ہو کر دیکھا، پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی:

"نہیں... میں نہیں جانتی یہ کیا ہے... ہماری چیز تو کم از کم ہے نہیں۔"

"تب پھر یہ قاتل کی ہے... لیکن یہ ہے کیا... ذرا دیکھنا بھئی۔" یہ کہتے ہوئے فرزانہ نے وہ محمود کی طرف بڑھا دی... اس نے اس کو ہاتھ میں لے کر غور سے دیکھا، پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے فاروق کی طرف بڑھا دی... اب فاروق نے اس کو غور سے دیکھا۔ آخر اس نے کہا:

"شاید یہ لٹو کسی چیز کے اوپر لگا ہوا تھا..."

"مثلاً... کس کے اوپر۔"

"دیواروں وغیرہ پر عام طور پر لوہے کی گرل لگائی جاتی





ہے... گرل کے اوپر والے سرے نوک دار ہوتے ہیں... ان نوک دار سروں پر میں نے کئی جگہ اس قسم کے لٹو لگے دیکھے ہیں۔"

"اوہ ہاں! ہے یہ اسی قسم کی چیز۔"

"خیر ہم اس کو رکھ لیتے ہیں۔"

اب وہ پھر لاش کی طرف متوجہ ہوئے... محمود نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا:

"یہ بے چارے ٹھیک سات بجے زندہ تھے... اور سات بج کر پانچ منٹ پر مردہ... ارے ہاں... یہ تو ایک اہم بات معلوم ہو گئی... اس کے قاتل سے عدالت میں سوال پوچھا جا سکتا ہے... وہ سات بجے کہاں تھے؟"

"پہلے قاتل کو تلاش تو کر لو... سوال تو بعد میں ہی پوچھا جائے گا۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"عقل کے ناخن لو۔" محمود نے اسے گھورا۔

"لاؤ دے دو..." فاروق نے جھلا کر کہا۔

"مفت نہیں ملتے... کافی قیمتی ہوتے ہیں۔"

"کک... کیا چیز..." فرزانہ نے بے خیالی کے عالم میں کہا.. وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

"عقل کے ناخن۔"

"اوہ اچھا... ہاں واقعی... ارے یہ... یہ کیا۔" وہ چونک کر بولی۔

"چلو تمہارا یہ کیا ابھی دیکھ لیتے ہیں... ویسے یہ کیا ضروری ہے کہ ہر چونکا دینے والی چیز پہلے تمہیں ہی نظر آئے۔"

"نہیں... یہ ہرگز ضروری نہیں... بس آنکھیں کھلی رکھنا شرط ہے۔" وہ مسکرائی۔

"حد ہو گئی... سن رہے ہو محمود۔"

"سننے کے ساتھ ساتھ میں دیکھ بھی رہا ہوں، ہاں فرزانہ... بتاؤ... چونکنے کی کیا خاص ضرورت پیش آ گئی۔"

"یہ دیکھیں... اس کے سر پر ایک بڑا سا گومڑ... گھنے بالوں کی وجہ سے یہ نظر نہیں آتا تھا... بے خیالی میں میرا ہاتھ اس کے سر کو ٹٹول بیٹھا۔"

"ٹٹول بیٹھا کیوں... تم خود تو کھڑی ہو۔" فاروق نے منہ بنایا۔

محمود نے آگے بڑھ کر اس کے سر کو ٹٹولا... وہاں واقعی گومڑ موجود تھا۔

"واقعی یہاں ایک گومڑ موجود ہے... اس کا مطلب ہے... پہلے ان کے سر پر کوئی چیز ماری گئی... پھر منہ میں زہر ڈالا گیا۔"

"ہاں! ملاقاتی نے آتے ہی اپنا کام کر ڈالا... اس وقت دروازہ بند تھا اور یہ باورچی خانے میں تھیں... اس لیے انہیں پتا نہیں چل سکا، یہ بھی ہو سکتا ہے... عاقل کھوڑو کے منہ سے چیخ ہی نہ نکل سکی ہو۔"





"میں انکل اکرام کو فون کر دوں..."

محمود یہ کہہ کر فون کرنے لگا... آخر وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ پہنچ گیا... لاش کو دیکھ کر اس کے منہ سے نکلا:

"اف مالک! یہ تو زہر کا کیس ہے۔"

"اور یہ دیکھیے انکل۔" محمود نے کہا اور اسے گومڑ دکھایا۔

"گویا پہلے سر پر کوئی چیز مار کر بے ہوش کیا گیا... پھر منہ میں زہر ڈال دیا گیا۔"

"جی ہاں! ہمارا بھی یہی خیال ہے، اب ذرا اس چیز کو دیکھیں، یہ ہمیں بستر کے نیچے سے ملی ہے۔"

یہ کہہ کر محمود نے وہ لٹو اس کی طرف بڑھا دیا۔

ا[illegible] کو گھماتا رہا... پھر اسے واپس کرتے ہوئے بولا:

"سمجھ [illegible]... اس لٹو کی یہاں کیا تک بنتی ہے۔"

"فاروق کا خیال ہے کہ ریلنگ کے اوپر ابھری سلاخوں کے سروں پر اس قسم کے لٹو لگائے جاتے ہیں۔"

"ہاں! یہ تو ہے... لیکن ہمارا سوال تو پھر بھی اپنی جگہ رہا... اس کا یہاں کیا کام۔"

"سوچیں گے بھئی... اسے محفوظ کر لو۔" اکرام نے کہا اور اپنے ماتحتوں کی طرف بڑھ گیا... انہیں ہدایات دینے لگا...

"کیا خیال ہے... اس مرحلے پر بھی ابا جان کو بلائیں یا نہیں۔" فاروق نے ان کی طرف دیکھا۔

"ابھی نہیں... جب بالکل مجبور ہو جائیں گے... تب بلائیں گے.. فوجی آفیسر انور بیگ نے عاقل کھوڑو کے چہرے پر تھپڑ مارا تھا.. وہ ہمارے ذریعے اس معاملے کو عدالت تک لے گیا تھا... عدالت میں انور بیگ کو معافی مانگنا پڑی... لہٰذا سوال یہ ہے کہ کیا یہ ان کا انتقام ہے... اگر نہیں تو پھر یہ کام کس کا ہے... اور کیا فواد خان اور عاقل کھوڑو کے قتل، ایک ہی سلسلہ ہے، غور طلب بات یہ ہے۔"

"تب پھر گاڑی یہاں آکر رک جائے گی کہ بھلا انور بیگ جیسے بڑے فوجی آفیسر کو ایک معمولی ملازم کو قتل کرنے کی کیا ضرورت پیش آگئی تھی۔"

"ہاں! یہ اس کیس کا مشکل ترین سوال ہے... لیکن ہمارا راستا بند نہیں ہے... یعنی غور کا راستا۔" فرزانہ مسکرائی۔

"کیا کہا... غور کا راستا بند نہیں ہے... تمہیں کوئی اور راستا نہیں ملا تھا۔" فاروق جل گیا۔

"فی الحال ہم غور کے راستے پر چل کر ہی اس کیس میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔"

"او کے... آؤ پھر غور کریں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

اور پھر وہ واقعی سوچ میں ڈوب گئے... اچانک محمود کے چہرے پر حیرت نظر آئی... اس نے فوراً موبائل پر اکرام کے نمبر ڈائل کیے...

"اکرام انکل... ایک کام فوراً کر دیں۔"





"ہاں کہو۔"

"ہوٹل نوروز کے مالک کے بارے میں مکمل رپورٹ چاہیے... مکمل ترین رپورٹ والا فارم جو ہم استعمال کرتے ہیں، وہ پر کرا کے جلد از جلد بھیج دیں۔"

"اچھی بات ہے... ہوٹل کی فائل نکلوانے میں کچھ دیر تو لگے گی۔"

"چلیے کچھ دیر لگا لیں.. اجازت ہے، لیکن صرف کچھ دیر۔" محمود نے کہا۔

"اوہ اچھا۔" وہ ہنسا۔

جلد ہی رپورٹ ان کے سامنے پہنچ گئی... اس کو پڑھ کر وہ ایک بار پھر اچھلے...

"شاید ہم کامیابی کے بہت زیادہ قریب پہنچ گئے۔" محمود نے پرجوش انداز میں کہا۔

"لیکن..." فرزانہ بول اٹھی۔

"اب تم یہ لیکن کہاں سے لے آئیں۔" محمود بولا۔

"بھئی لیکن کا کیا ہے... یہ تو کہیں سے بھی لایا جا سکتا ہے۔" فاروق ہنسا۔

"دھت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"کام کی بات بھئی... کام کی۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"لیکن کامیابی کا اعلان کرنے سے پہلے ہمیں سو فیصد یقین حاصل کرنا ہوگا... تاکہ بعد میں شرمندگی نہ ہو۔"

"ٹھیک ہے... ہم آج رات یہ کام بھی کر ڈالیں گے۔"

"لیکن کیسے؟"

"یہ کام مشکل تو ہے... لیکن ہم کسی نہ کسی طرح کر گزریں گے..."

"مجرم کے بارے میں سو فیصد یقین حاصل کرنے کے لیے ہمیں ایک بار پھر جانا ہے۔"

"تو چلے جاؤ... روکا کس نے ہے۔" خان رحمان بولے۔

"آپ کو ساتھ لے کر جانا ہے۔"

"تو لے چلو، منع کس نے کیا ہے۔" انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

"جہاں جانا ہے... وہ بھی سن لیں۔"

"تو سناؤ... روکا کس نے ہے۔"

"آج آپ کو ہو کیا گیا ہے۔"

"تم اس چکر میں نہ پڑو... بات بتاؤ۔"

"تو پھر سن لیں ہمیں کہاں جانا ہے۔"

یہ کہہ کر محمود نے بتا دیا... خان رحمان زور سے چلائے۔

"کیا!!!"

یہ کیا اس قدر زوردار تھی کہ ان کے کان جھنجنا اٹھے۔ ان





کے چہروں پر حیرت کی جھلی ابھی تک موجود تھی... پھر انہوں نے کہا۔

"لیکن... یہ... یہ کیسے ہوگا۔" انہوں نے بوکھلا کر کہا۔

"ہم نے سوچا ہے... غور کیا ہے... آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"دد... دیکھو بھائی... کہیں پھنسوا نہ دینا..."

"انکل آپ پھنسیں گے تو کیا ہم نہیں پھنسیں گے۔"

"ہاں! یہ تو ہے۔"

"بس تو پھر ایسے مرحلوں پر ہم جو کہتے ہیں... وہی آپ کہہ دیں۔"

"اور تم ایسے موقعوں پر کیا کہتے ہو؟" انہوں نے پوچھا۔

"یہ کہ جب اوکھلی میں سر دیا تو موسلوں کا کیا ڈر۔"

"لل... لیکن ابھی ہم نے اوکھلی میں سر کب دیے ہیں۔" وہ بوکھلا اٹھے۔

"دینے والے تو ہیں نا انکل۔"

"اچھا پہلے تم اپنا پروگرام بتاؤ۔"

انہوں نے وضاحت کر دی.. ایک بار تو وہ کانپ کر رہ گئے..

"کیا... کیا ایسا کرنا ضروری ہے۔"

"ہاں! اس کے بغیر کام نہیں چلے گا۔"

"کیا تم نے جمشید سے پوچھ لیا ہے۔"

"پوچھیں گے تو اجازت نہیں ملے گی... پوچھے بغیر کر گزریں گے تو کچھ نہیں کہیں گے۔"

"کیا تم اس پروگرام سے رک نہیں سکتے؟"

"جی نہیں... ہرگز نہیں۔"

"گویا تم ٹھان چکے ہو۔"

"ہاں! بالکل ٹھان چکے ہیں۔"

"اوکے... تب تو تمہارا ساتھ دینا ہو گا۔" انہوں نے گویا مجبور ہو کر کہا۔

"ظاہر ہے انکل۔"

"تیاری کرو پھر۔" وہ بولے۔

"انکل... زندہ باد۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

پھر رات کے گیارہ بجے وہ خفیہ طور پر روانہ ہوئے... اور ایک کوٹھی کے دروازے پر جا کر رکے... خان رحمان نے گاڑی سے نیچے اتر کر گھنٹی بجائی... تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک حیرت زدہ سی آواز ابھری۔

"آپ!!!"

☆...☆...☆





## ثبوت

چند لمحے تک وہ ان کی طرف دیکھتے رہے... پھر خان رحمان نے کہا۔

"ہاں! ہم... اندر چلیے بتاتے ہیں۔"

پھر وہ انہیں اندر لے آئے... اب ساری بات انہیں بتائی گئی... وہ بھی کانپ اٹھے۔

"نن... نہیں... اس طرح اگر کام خراب ہو گیا تو آپ کے ساتھ میں بھی مارا جاؤں گا۔"

"ہم بھی تو آخر مارے جائیں گے... آپ یہ کیوں نہیں سوچتے۔"

"سوچ رہا ہوں... آپ تو یہ کام کرنے نکلے ہیں... میرا کیا قصور ہے۔"

"آپ کا قصور یہ ہے کہ آپ یہاں اس کوٹھی میں رہتے ہیں۔" فاروق نے مسکرا کر کہا۔

"اف مالک۔"

"آپ زیادہ پریشان نہ ہوں... اگر معاملہ خراب ہوا تو بھی

آپ پر بات نہیں آئے گی۔" ایسے میں فرزانہ بولی۔

"وہ... وہ کیسے۔"

"صرف میں جاؤں گا... اور ان لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنے کی کوشش کروں گا... اس صورت میں آپ پر کسی کو شک تک نہیں جائے گا۔"

"اوہ اچھا... چلئے پھر یوں کر لیتے ہیں۔"

"شکریہ انکل... آپ نے اتنا ساتھ دینا تو قبول کیا۔"

"کیا کیا جائے... ہم لوگ ایسے خطرات مول لینے کے عادی نہیں... یہاں بہت سختی ہے۔"

"ہم سمجھتے ہیں انکل... آپ فکر نہ کریں۔"

اور فرزانہ ان سب سے جدا ہو گئی... چند منٹ بعد... کچھ فاصلے پر ایک دروازہ کھلا... اس سے نکل کر فرزانہ ان کی طرف آئی اور پھر انہیں اشارہ کیا... وہ اٹھ کھڑے ہوئے...

"آپ کا شکریہ... اب آپ پر کوئی شک نہیں کرے گا... ہم زینہ اندر سے بند کر دیں گے۔"

"اوہ اچھا۔"

اب وہ دوسری طرف اندر داخل ہوئے... سارا گھر سویا پڑا تھا... وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے... بہت جلد انہیں چند بہت اہم چیزیں مل گئیں... ایسے میں کمرہ روشنی سے جگمگا اٹھا:

"خبردار... ہاتھ اوپر اٹھا دو... چور کہیں کے... ارے یہ





کیا... خان رحمان... آپ اور یہ... یہ کیا... یہ تو انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں۔"

"جی ہاں! انور بیگ صاحب... یہ انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں اور یہ میں ہوں خان رحمان۔"

"یہ... یہ کیا حرکت... کیا آپ جانتے نہیں... کسی کے گھر میں غیر قانونی طور پر داخل ہونے کی کیا سزا ہے... وہ بھی ایک کور کمانڈر کے گھر میں... آپ تو خود ریٹائرڈ فوجی ہیں۔"

"ہاں! یہی بات ہے..."

"پھر... آپ جواب دیں نا۔"

"ہم ایسا کرنے پر مجبور تھے۔" وہ بولے۔

"آخر کیوں مجبور تھے... کیا مجبوری تھی آپ کو۔" انور بیگ چلائے۔

"ہمیں یہاں ایک چیز کی تلاش تھی۔"

"ایک چیز کی تلاش تھی... وہ بھی چوری چھپے... ایک منٹ... یوں بات نہیں بنے گی یہاں آئی جی صاحب اور انسپکٹر جمشید کا ہونا ضروری ہے... تاکہ وہ بھی تو دیکھ لیں... آپ لوگ کرتے کیا پھر رہے ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ انہیں جلدی جلدی فون کرنے لگے... ان میں سے کسی نے انہیں روکنے کی کوشش نہیں کی... روکتے بھی کیوں... وہ تو خود چاہتے تھے کہ وہ یہاں آجائیں... فون کرنے کے بعد وہ ان

کی طرف مڑے۔

"آپ لوگ اندر داخل کیسے ہوئے۔"

"ہمارے ساتھ یہ جو ہیں نا... فاروق احمد... یہ اس قسم کے کاموں کے بہت ماہر ہیں۔"

"لیکن آج میں ان کی ساری مہارت نکال دوں گا۔"

"ایسا غضب نہ کیجئے گا انکل... اگر ساری مہارت آپ نے نکال دی تو ہمارے پلے کیا رہ جائے گا۔"

"حد ہو گئی۔" وہ جھلا کر بولے۔

"اس میں شک نہیں۔" فاروق نے جواب دیا۔

"کس میں شک نہیں۔"

"اس میں کہ حد ہو گئی..."

"خیر... وہ دونوں آ رہے ہیں... اب ان کے آنے پر ہی بات ہو گی... ویسے آج خوب مزا رہے گا۔"

"چلئے یہ اچھا ہے کہ آج خوب مزا رہے گا... بہت دنوں سے خوب مزا نہیں رہا۔" محمود نے فوراً کہا۔

"خان رحمان... آپ دیکھ رہے ہیں... کیا آپ ان سے کہہ نہیں سکتے کہ یہ تمیز سے بات کریں۔"

"اگرچہ میں نے ان کی کوئی بدتمیزی نوٹ نہیں کی... تاہم میں ان سے کہتا ہوں... تمیز سے بات کرو بھئی۔"

"جی... بہت بہتر انکل۔" فاروق بولا پھر وہاں خاموشی چھا





گئی... اور یہ خاموشی آئی جی صاحب اور انسپکٹر جمشید کی آمد پر ختم ہوئی۔

"آئیے صاحبان... آپ کا ہی انتظار تھا۔"

"خیر تو ہے بیگ صاحب... ارے یہ کیا... یہاں تو ہمارے ساتھی بھی موجود ہیں... یہ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔" آئی جی صاحب کے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی جب کہ انسپکٹر جمشید مسکرا رہے تھے۔

"یہی تو میں پوچھنا چاہتا ہوں ان سے۔"

"پھر آپ نے پوچھا کیوں نہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"مجھے ان کا انتظار تھا... اب پوچھتا ہوں... بتائیں... یہ سب کیا چکر ہے... آپ لوگ میرے گھر میں کیوں موجود ہیں... اور غیر قانونی طور پر کیوں داخل ہوئے ہیں۔"

"ہم مجبور تھے... ہمیں معاف کر دیں۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"حد ہو گئی... یہ کیا بات ہوئی... ہم مجبور تھے، ہمیں معاف کر دیں... آپ سن رہے ہیں شیخ صاحب۔"

"کیوں بھئی... یہ کیا بات ہوئی۔"

"ہمیں یہاں ایک دو چیزوں کی تلاش تھی۔"

"تو قانونی طور پر تلاش کر لیتے۔" انور بیگ تیز آواز میں بولے۔

"ہاں واقعی یہ تو ہے..."

"اب میں ان پر مقدمہ دائر کروں گا۔"

"ارے باپ رے۔" فاروق گھبرا گیا۔

"بھئی تم بات بتادو..." انسپکٹر جمشید اب پھر مسکرا کر بولے۔

"آپ ان کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔"

"بس مجبور ہوں۔"

"لیجیے... اب یہ بھی مجبور ہیں... ہے کوئی تک۔" انور بیگ جل گئے۔

"جی ہم عرض کرتے ہیں... آپ کو معلوم ہی ہو گا... بے چارے عاقل کھوڑو کو بھی قتل کر دیا گیا ہے۔ کمرہ واردات سے ہمیں یہ ایک پیتل کا لٹو سا ملا تھا۔" محمود یک دم سنجیدہ ہو گیا۔

"کک... کیا... لٹو۔"

"پھانسی کے تختے تک لے جانے والا لٹو۔"

"کیا بک رہے ہو۔" وہ گرجے۔

"یہ رہا لٹو... آپ بھی دیکھیے ابا جان... اور سر آپ بھی۔"

اس نے لٹو جیب سے نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا... انہوں اس کو اٹھا کر دیکھا... ادھر انور بیگ کا رنگ فق...

"یہ ہے انور بیگ کی چھڑی... جس کے اوپر والے سرے پر یہ لٹو لگا ہوا تھا۔"

"نن... نہیں۔" وہ چلائے۔

"یہ وہاں گئے... میرا مطلب ہے عاقل کھوڑو کے ہاں...





گھنٹی بجائی... عاقل کھوڑو باہر نکلے، انہیں دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے اور انہیں اپنے کمرے میں لے آئے... انہوں نے زہر کی سوئی اچانک ان کے جسم میں چبھو دی... وہ بستر پر گر پڑے... چونکہ عاقل کھوڑو نے ان پر مقدمہ کیا تھا، یہ انتقام کی آگ میں جل رہے تھے... لہٰذا ایک مردہ انسان پر... یعنی جو زہر کی وجہ سے پہلے ہی مر چکا تھا... انہوں نے اس کے سر پر چھڑی سے وار کیا... لٹو سر پر لگا... اور اس زور سے مارا گیا کہ لٹو چھڑی سے الگ ہو کر گر پڑا... انہوں نے لٹو کی تلاش میں نظریں دوڑائیں... لٹو نظر نہ آیا، ان کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ لٹو کی تلاش میں وہاں رک سکتے... کسی وقت بھی انہیں وہاں دیکھ لیا جاتا... اور یہ پھنس جاتے... لہٰذا انہوں نے لٹو کی پروانہ کی... اور باہر نکلتے چلے گئے..."

"لیکن انہوں نے عاقل کھوڑو کو تھپڑ کیوں مارا تھا۔"

"عاقل کھوڑو نے فواد خان کی لاش جو سرد خانے میں رکھی تھی... بس بلاوجہ انہیں ان پر غصہ آگیا... بات کوئی نہیں تھی... ان کا وہ غصہ میں آ کے تھپڑ مارنا اور یہ چھڑی مارنا بالکل ایک جیسا عمل ہے... جو ثابت کرتا ہے... یہ غصے سے پاگل ہو جاتے ہیں... اس پر قابو نہیں پا سکتے... انہیں فواد خان پر بھی غصہ آگیا تھا کسی بات پر... بس اس کے دانت کریدنے والے تنکوں کی ڈبی میں زہر کا سفوف چھڑک دیا... اس نے عادت کے مطابق تنکا نکالا اور خلال کرنے لگا... جونہی زہر نے اثر کیا... وہ گرا اور مر گیا... انہوں نے اس کی

شکل بگاڑ دی... باقی جسم کو بھی پوری طرح مسخ کر دیا... تاکہ کوئی
جان نہ سکے کہ یہ کس کی لاش ہے... اور اسے لاوارث لاش کے طور
پر دفن کر دیا جائے... اور خود ہی فواد خان کی گمشدگی کی رپورٹ بھی
لکھوا دی... اور ان کی بیگم کے ذریعے بھی رپورٹ درج کرا دی...
تاکہ کوئی ان پر کسی کو شک نہ گزرے..."

"تت... تو کیا صرف غصے کی وجہ سے انہوں نے فواد خان کو
ہلاک کیا۔" آئی جی صاحب کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی ہاں... لیکن انہیں ان پر غصہ ذرا اور قسم کا تھا۔"

"کیا مطلب... اور قسم کا غصہ... اب غصہ بھی قسم قسم کا
ہونے لگا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں... بالکل... ہم جب ان حضرات سے ملنے کے لیے
یہاں آئے تھے اور انور بیگ نے اپنے گھر کے افراد کا تعارف کرایا تھا
تو ان کے چھوٹے بھائی خاور بیگ ایک کتاب پڑھ رہے تھے اور وہ کتاب
ایک جھوٹے نبی کی تحریر کردہ تھی... آج اس نبی کے ماننے والے نہ
صرف یہ کہ ہمارے ملک میں موجود ہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو
ورغلاتے پھرتے ہیں... کہ وہ نبی تھا... حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ
نے واضح الفاظ میں فرما دیا تھا کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی
نبی نہیں ہو گا... اب اگر اور نبیوں کو آنا ہوتا تو ہرگز آپ ﷺ یہ نہ
فرماتے... کیونکہ اس طرح تو پھر آنے والے نبیوں کو لوگ جھٹلا
دیتے... حالانکہ ہوتے وہ سچے نبی... لہٰذا آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ





میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا... اس بات کا سب سے بڑا ثبوت ہے
کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا...
لیکن یہ لوگ اس شخص کو نبی مانتے ہیں... لیکن فوجی آفیسر اگر ایسے
شخص کے پیروکار ہیں تو وہ فوجی حلقے میں یہ بات چھپائے رکھتے ہیں...
تاکہ دوسروں کو معلوم نہ ہو جائے... کہ وہ کون ہیں، کس مذہب
سے ان کا تعلق ہے... اب یہ چیز اچانک کسی طرح بے چارے فواد
خان کو ہو گئی... انہیں یہ بات بھی معلوم تھی کہ فواد خان اس مذہب
کے لوگوں کے بہت خلاف ہے... لہٰذا انہیں اپنا بھانڈا پھوٹنے کا
خطرہ ہوا... فوری طور پر پروگرام بنایا گیا کہ آج ہی اسے ختم کر دیا
جائے... لہٰذا اسے نظر میں رکھا گیا اور ڈاکٹر اے آر بھاوان کو فون کر
کے بلایا گیا... اس سے زہر لیا گیا اور تنکوں پر چھڑک دیا گیا... زہر
بھی دنیا کا تیز ترین زہر... پوٹاشیم سائنائیڈ... اس نے تنکا معمول کے
مطابق لیا اور منہ میں داخل کیا... پٹ سے گرا اور مر گیا... اس کے
بعد انہوں نے اس کی شکل و صورت بگاڑی اور کہیں دور پھینک آئے..
اگر یہ کہتے ہیں کہ نہیں صاحب... کہانی جھوٹ ہے تو پھر ان کی چھڑی
کا یہ لٹو عاقل کھوڑو کی لاش کے پاس سے کیوں ملا۔"

"یہ وہاں نہیں تھا... نہیں تھا... تم لوگوں نے چوری چھپے
میرے گھر میں داخل ہو کر چھڑی تلاش کر لی اور اس پر سے لٹو اتار
لیا۔" انور بیگ نے جھلا کر کہا۔

"ہاہاہا... ہم جانتے تھے... یہ صاحب یہ بات کہیں گے۔"

"اچھا... تم جانتے تھے.. تو پھر.. تم نے اس کا کیا توڑ کیا تھا۔"

"یہ لٹو وہاں صرف ہم نے نہیں اور بھی کئی لوگوں نے دیکھا تھا..."

"لیکن تم دور کیوں جاتے ہو۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی دور کیوں جاتے ہیں... ہم تو یہیں ہیں۔"

"اوہو... میرا مطلب ہے... اگر یہ صاحب یہ کہتے ہیں کہ چھڑی پر سے لٹو تم نے اتار لیا ہے تو کیا تنکوں کے ڈبے میں زہر بھی تم لوگوں نے چھڑک دیا تھا اور جو تنکا فواد خان کی جیب سے ملا تھا اس کی نوک پر بھی زہر تم نے لگایا تھا... وہ بھی اس کے مرنے کے بعد اور پھر وہاں جو ڈلی موجود ہے... اس میں زہر کے جو ذرات موجود ہیں... ان کی یہ کیا وضاحت کریں گے... آخر تم دور کیوں جاتے ہو... اگر یہ لٹو والی بات نہیں مانتے نہ مانیں... عدالت ضرور مانے گی کیونکہ عدالت کی کرسی پر بیٹھے ہوئے لوگ ایسی باتیں خوب سمجھتے ہیں... ارے ہاں۔ اکرام کو ڈاکٹر اے آر صاحب کی گرفتاری کے لیے بھی تو بھیجنا ہے... معلوم ہوا... وہ بھی اسی جھوٹے نبی کا پیروکار ہے... بیگ صاحب کو زہر تک لا کر دے دیا... ویسے تم تینوں کی تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے۔"

"ارے تو کر دیں نا... روکا کس نے ہے۔" فاروق پٹ سے بولا۔

اور وہ ہنسنے لگے۔



- انہیں ایک پراسرار پیغام ملا...
- اس پیغام کو پڑھ کر وہ اٹھے ہی تھے کہ...
- تین طرف سے حملہ...
- ان پر یہ حملہ کس قدر اچانک اور خوفناک تھا... آپ حیران رہ جائیں گے۔
- ان کی موجودگی میں ایک چھت سے ان کے دو قیدیوں پر فائر...
- وہ جب چھت پر پہنچے... قاتل غائب تھا...
- لیکن وہاں... ایک بہت ہی چھوٹی سی... معمولی سی چیز پڑی تھی...
- انسپکٹر جمشید اس معمولی سی چیز کے ذریعے قاتل تک کیسے پہنچے۔
- سسپنس سے لبریز ایک ناول۔
- ہر لمحے آپ کے دل کی دھڑکنیں تیز...

انداز بک ڈپو

9/12 نصیر آباد، سانده کلاں۔ لاہور

قیمت: 18:00 روپے

آئندہ ناول کی ایک جھلک
لنگڑا گروپ
مصنف.......... اشتیاق احمد
محمود، فاروق، فرزانہ
اور
انسپکٹر جمشید سیریز
ناول نمبر 690

- لنگڑا گروپ سے ملیے... آپ دھک سے رہ جائیں گے۔
- نواب جاری کے والد کو قریباً سو سال پہلے کسی نے قتل کیا تھا۔
- اس نے ان کے باپ کو قتل کیا تھا اور...
- اور اب وہ انہیں بھی قتل کرنا چاہتا تھا؟
- انسپکٹر جمشید کو ایک خط ملا...
- وہ حرکت میں کیا آئے... بس حرکت میں برکت ہوتی چلی گئی۔
- اور جب وہ مجرم ان کے سامنے آیا تو...
- وہ کس حالت میں تھا...
- سو سالہ پرانے جرم کی کہانی...

**انداز بک ڈپو**
9/12 نصیر آباد، سانده کلاں۔ لاہور
قیمت: 18:00 روپے



آئندہ ناول کی ایک جھلک
دیوتا کا چور
مصنف.................. اشتیاق احمد
محمود، فاروق، فرزانہ
اور
انسپکٹر جمشید سیریز
ناول نمبر 691

- سیٹھ ریاض نے اپنے پائیں باغ سے آوازیں سنیں...
- کوئی ان کے باغ سے ایک پودا چرا لے جا رہا تھا۔
- ان کے جانے کے بعد انہوں نے ایک فون کیا۔
- فون کے جواب میں وہاں محمود، فاروق اور فرزانہ پہنچے۔
- سیٹھ ریاض افریقہ سے ایک پودے کے بیج لائے تھے۔
- ان بیجوں کو اگانے سے صرف ایک پودا اگ سکتا تھا۔
- اس پودے کی کہانی آپ کو حیرت میں ڈال دے گی۔
- اس بار محمود، فاروق اور فرزانہ بہت برے پھنسے تھے... ساتھ ہی اکرام بھی
- لیکن عین وقت پر
- جی نہیں... آپ جو سوچ رہے ہیں... عین وقت پر وہ نہیں ہوگا۔
- حیرت، سسپنس اور خوف میں ڈوبی ایک کہانی...

**انداز بک ڈپو**
9/12 نصیر آباد، سانده کلاں۔ لاہور
قیمت: 18:00 روپے

آئندہ ناول کی ایک جھلک

# چند قطرے خون

مصنف............اشتیاق احمد

محمود، فاروق، فرزانہ
اور
انسپکٹر جمشید سیریز
ناول نمبر 692

- انسپکٹر جمشید کے دفتر میں ایک غریب ملازم کی آمد۔
- اس کے الفاظ حد درجے عجیب تھے۔
- انسپکٹر جمشید حرکت میں آنے پر مجبور ہو گئے۔
- لیکن یہ حرکت انہیں بہت مہنگی پڑی...
- آئی جی صاحب سے لے کر صدر تک ان کے مخالف ہو گئے۔
- ایک بہت بڑے آدمی پر قتل کا الزام تھا... وہ بہت بڑا آدمی ملک کے صدر تک کے لیے بہت بڑا اور اہم تھا۔
- اور یہ تمام لوگ چاہتے تھے... اس کے جرم کو دبا دیا جائے... چھپا دیا جائے
- لیکن وہ انسپکٹر جمشید ہی کیا... جو ایسی غلط بات مان لے۔
- ان کے راستے میں مشکلات کے پہاڑ...
- پیر سر توڑے شاہ سے ملیے... ایک خاص اور... ایک عجیب ناول...


**انداز بک ڈپو**

9/12 نصیر آباد' سانده کلاں۔ لاہور

قیمت :18:00روپے




## نصف قیمت پر حاصل کریں

سٹاک میں موجود کتب کی فہرست حاضر ہے، آپ یہ کتب آدھی قیمت پر حاصل کر سکتے ہیں ...جو کتب آپ منگوانا پسند کریں...ان کی قیمت کا حساب لگا کر نصف رقم ادارے کے نام منی آرڈر کر دیں .....یا پھر بذریعہ V.P منگوا سکتے ہیں.....گرمی کی چھٹیوں کا لطف دوبالا کرنے کا واحد بے حد دلچسپ اور سنسنی خیز طریقہ....

| نام ناول | قیمت | نام ناول | قیمت |
|---|---|---|---|
| سازش تیار تھی | 66روپے | ٹیڑھا مکان | 66روپے |
| کہانی کا قتل | 18' | قاتل کا خط | 18' |
| سیاہ خوف | 66' | حویلی میں موت | 66' |
| نگران کا جال | 132' | مظلوم قاتل | 36' |
| ہولناک وبا | 36' | بے دل انسان | 132' |
| سنہری جال | 36' | چلتا پرزہ | 30' |
| خون کی بولی | 18' | سورج کا خوف | 60' |
| تاب | 60' | خوف کا ہم | 18' |
| گڑیا کا چکر | 36' | | |

| نام ناول | قیمت | نام ناول | قیمت |
|---|---|---|---|
| دوسری دنیا کا انسان | '132 | سر پھرے | '36 |
| ایک کنول جھیل کنارے | '50 | دوسرا سانپ | '18 |
| برف کی روشنی | '36 | مٹھا کی واپسی | '36 |
| بھورانی کے مجرم | '36 | خونی دھماکے | '36 |
| ہزار سال کا شہر | '36 | نیلا دانت | '36 |
| ساتواں کون | '66 | آگ کی مورتی | '18 |
| مجرم چھلانگ | '66 | چار کروڑ کا ہاتھ | '36 |
| پراسرار مجرم | '36 | سر لاس | '120 |
| پراسرار چور | '36 | وہی کارواں وہی راستے | '50 |
| اینٹ کا جواب | '36 | موت کا ستارہ | '60 |
| سونے کی کار | '18 | قتل کا پروگرام | '18 |
| بھوت | '66 | تصویر کا غلام | '33 |
| انوکھا پروگرام | '36 | بن بلائے مہمان | '36 |
| مجرم کی تلاش | '36 | چال کا جواب | '36 |
| ملاقاتی کارڈ | '36 | دولت کا زہر | '36 |
| ہیروں کی بارش | '36 | گھر کا دشمن | '18 |
| خطرناک پاگل | '36 | | |



# ایک قدم اور

## کتاب میلہ ....... کتاب میلہ

- کتاب میلہ کے حیرت انگیز حد تک خوش گوار اثرات ظاہر ہوئے ہیں۔
- بہت سے قارئین بہت سی کتابیں نہیں پڑھ سکے تھے، اس میلے کی بدولت انہیں بہت حد تک آسانی ہو گئی ہے۔
- لہٰذا ہم اس میلے کو پھیلاتے ہیں...

**جی ہاں!**

☆ اب دینی، اسلامی، تاریخی کتب کا میلہ شروع۔

☆ کیا آپ کے پاس کوئی ایسی دینی کتاب ہے جو آپ فروخت کرنا چاہتے ہیں... مثلاً کوئی حدیث کی کتاب، تاریخ اسلام کی کتاب، قرآن کریم کی تفسیر اور دیگر دینی کتب میں سے اگر کوئی کتاب فروخت کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔

☆ اور کیا آپ کوئی دینی کتاب مثلاً تفسیر، حدیث، تاریخ،

سیرت وغیرہ سے کوئی کتاب خریدنا چاہتے ہیں...

اگر چاہتے ہیں تو فوری طور پر ہم سے رابطہ کریں...

کیونکہ ہمارے پاس بے شمار کتب موجود ہیں۔

★ اور اگر آپ کسی کتاب کی تلاش میں ایک عرصے سے ہیں،

تو ہم اس کتاب کے حصول میں آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔

---

**ضرورت مند حضرات خط لکھ کر معلومات حاصل کریں۔**

---

خط لکھنے کا پتا:

اشتیاق احمد

بازار لوہاراں۔ جھنگ صدر

فون: 614295/613295



## انعامی سوال

---

### کے جوابات پر انعام پانے والے قارئین

☆☆☆

☆ خورشید احمد۔ مکان نمبر 91، سیکٹر نمبر 3 کھلابٹ ٹاؤن شپ، تحصیل و ضلع ہری پور 22800

(موت کا کیپسول)

☆ محمود الحسن عدیل۔ ملیر کالونی B-632 نزد برف خانہ۔ کراچی

(آدھے ہیرے کا چور)

☆ عدیل احمد۔ کوٹھی حاجی بشیر اللہ (مرحوم) مین روڈ گرجاکھ، گوجرانوالا۔

(ایجاو کی موت)

☆ خورشید احمد۔ مکان نمبر 91، سیکٹر نمبر 3 کھلابٹ ٹاؤن شپ، تحصیل و ضلع ہری پور 22800

(کالے کھنڈر کا بت)

# کیا....؟؟؟

☆ آپ اپنے پاس موجود اشتیاق احمد کے کچھ یا تمام ناول فروخت کرنا چاہتے ہیں......

☆ اگر ایسا ہے تو جو ناول آپ فروخت کرنا چاہتے ہیں، ان کے نام لکھ کر ارسال کریں.....

## اور کیا

" آپ اشتیاق احمد کے پرانے ناول خریدنا چاہتے ہیں...

" اگر ایسا ہے تو جو ناول آپ خریدنا چاہتے ہیں....ان کے نام لکھ کر ارسال کریں۔

خط لکھنے کا پتا:

اشتیاق احمد

بازار لوہاراں۔ جھنگ صدر فون نمبر 614295

فون کا وقت : دوپہر 2:00 بجے تا 3:00 بجے

# توجہ فرمائیں

جن خطوط کے ساتھ جوابی لفافہ ہوتا ہے.. انھیں جواب فوراً دے دیا جاتا ہے.. اور اگر جواب کے لیے ساتھ میں کاغذ بھی شامل ہو تو، پھر تو ادھر خط پڑھتا ہوں، ادھر اس پر جواب لکھ کر لفافے میں ڈال دیتا ہوں....

یہ ہے خط کا جواب حاصل کرنے کا **صحیح طریقہ** .....

آپ بھی اس طریقے کو آزمائیے....فوراً جواب پائیے

مشہور و معروف مصنف اشتیاق احمد کے سنسنی خیز، ہنگامہ آرا، مزاح اور جاسوسی سے بھرپور ناول

# اب ہر ماہ 4 نئے ناول

* اشتیاق احمد بچوں کے ادب میں ایک نئے انداز کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں۔
* اب تک چھوٹے بڑے 683 ناول لکھ چکے ہیں۔
* ان میں سوا سو صفحات والے ناولوں سے لے کر 2 ہزار صفحات والے ناول تک شامل ہیں۔
* اشتیاق احمد دنیا کے واحد مصنف ہیں... جنہوں نے دو ہزار صفحات کا بچوں کا ناول لکھا۔ یہ عالمی ریکارڈ ہے۔
* 683 ناولوں کا ریکارڈ بھی عالمی ہے۔ آج تک بچوں کے کسی ناول نگار کے اتنے ناول نہیں ہیں۔
* یہ سلسلہ الحمد للہ تا حال جاری ہے...

## انداز بک ڈپو

9/12 نصیر آباد۔ سانده کلاں۔ لاہور

7112969-7246356